ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۷ ستمبر ۱۹۶۵ء
۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

قسط ۵

مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ ھُمْ اَسْفَلُ مِنْکُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ ھُوَ فَوْقَکُمْ، فَھُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَۃَ اللہِ عَلَیْکُمْ ۔

(بخاری ۔ مسلم)

ترجمہ :۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے تم لوگ ان کو دیکھا کرو جو تم سے کم حیثیت ہیں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا کرو جو تیرسے اوپر کی حیثیت کے ہیں۔ تو یہ بات اس کی حقدار ہے کہ تم اس کی اس نعمت کو جو تم پر نازل ہے حقیر نہ جانو گے۔

راوی

حضرت ابوہریرہ کو نمبر۱ میں دیکھئے اور امام مسلم کو بھی۔ امام بخاری کنیت ابو عبداللہ نام محمد بن اسمٰعیل ۱۹۴ھ میں ولادت اور ۲۵۶ھ میں وفات ہوئی۔ نوے ہزار لوگوں نے ان سے ان کی کتاب پڑھی ہے۔ چھ لاکھ حدیثوں میں سے کتاب انتخاب کی جو بحذف تکرر چار ہزار پر مشتمل ہے ان کو ایک لاکھ صحیح دو لاکھ غیر صحیح احادیث حفظ تھیں۔

حل الفاظ

فَوْقَکُمْ :۔ ظرف مستقر ہو کر ھُوَ کی خبر ہے۔

اجدر :۔ جدیر کا اسم تفضیل ہے زیادہ لائق و حقدار

تزدروا :۔ ازدری یزدری سے افتعال میں تا دال سے بدلی ہوئی ہے۔ حقیر کرنا

تشریح

آج ہر شخص خواہ وہ کتنے ہی بڑے عہدہ پر ہو یا کتنے ہی مال و دولت کا مالک ہو پریشان نظر آتا ہے اور اس کو اطمینان کا سانس نصیب نہیں ہوتا زندگی بے مزہ بلکہ تلخ گزرتی ہے کسی طرح اس کے اخراجات کو اس کی آمدنی کافی نہیں ہوتی۔ نہ اللہ کی کسی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے نہ زندگی کی حلاوت پاتا ہے۔ لیکن ایسا کیوں ہے اس لئے کہ جو ساز و سامان حشم، خدم راحت و آرام دوسرے بہت لوگوں کے پاس دیکھتا ہے خود بھی وہی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حرص کا شکار ہے جتنا حاصل کیا حرص کی نگاہ اس سے اوپر جا پہنچی تو کسی طرح اخراجات پورے نہیں ہو سکتے پریشان پریشان زندگی گزرتی ہے اور بعض دفعہ حرام آمدنیوں پر نظر جاتی ہے۔ رشوت سود اور بد معاملگی تک نوبت بلکہ چوری، غصب، ڈاکہ تک کا نمبر آ جاتا ہے اور بعض دفعہ زیادہ دولت مندوں پر حسد ہو کر دل جلتا رہتا ہے۔ مخالفتیں اور جنگ و جدال کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح جاہ و عزت کا لالچ اور بڑی عزت والوں کی ہمسری یا ان سے آگے نکلنے کی ہوس میں خرچ اور قلبی الجھن اور طرح طرح کی پریشانیاں لاحق ہوتی ہیں۔

انسان کچھ بیمار ہوتا ہے تو تندرستوں کو دیکھ کر تندرستی کا لالچ بڑھتا ہے اور ایک سوہان روح بن جاتا ہے علاجات سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا تو اور پریشان ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ بہت اخراجات کا سبب بھی بن جاتا ہے جو حد برداشت سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس گھٹن سے دل پر اثر ہو کر مزاج چڑچڑا اور لڑاکا ہو کر معاشرہ کو گندا کرنے لگتا ہے اور کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ یہ گھٹن دل کو کمزور کرتے کرتے ایک دن ہارٹ فیل کی نوبت آ جاتی ہے۔

ان گوناگوں پریشانیوں میں دنیا کی زندگی تو تلخ ہوتی ہی تھی زبان پر تقدیر اور خدا تعالیٰ کی شکایات آنے لگتی ہیں اور کبھی کبھی ایسے کلمے زبان سے نکل جاتے ہیں جو ایمان کو ختم کرنے والے بن جاتے ہیں۔ دنیا و آخرت سب برباد ہو جاتی ہے ورنہ نعمتوں کی ناشکری تو کھلی بات ہے۔

کس طرح اس معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے کہ دو لفظوں میں دنیا و آخرت سب سنوار دی ہے کہ اپنے سے کم حیثیت پر نظر رکھو اوپر کی حیثیت والے پر نظر نہ کیا کرو۔ کم حیثیت والے کو دیکھ کر وہ نعمتیں نظر آئیں گی جو اس کو میسر نہیں اور حق تعالیٰ نے آپ پر ان کے انعام فرما رکھے ہیں۔ شکر ادا ہو گا اپنی حالت کی قدر معلوم ہو گی۔ سکون ہو گا، تسلی ہو گی اور کوئی پریشانی پریشانی نہ رہے گی۔ اسی طرح کم عزت والے اور کم صحت والے کو دیکھئے تو اس عزت و صحت کی قدر ہو گی۔ شکر ادا ہو گا۔ اونچی ثروت و عزت و صحت والے پر نظر ہی نہ کیجیے حرص و لالچ یا حسد کا دروازہ نہ کھلے گا نہ اخراجات بے قابو ہوں گے نہ ان کے حاصل نہ ہونے سے قلق اور پریشانی ہو گی۔ اطمینان و سکون کی وہ زندگی حاصل ہو گی جس کو دنیا کے بادشاہ تک ترس ترس کر مر گئے ہیں۔ اور قناعت و صبر کے درجے عطا ہوں گے حرص اور اس کی برائیوں سے نجات اور قناعت اور اس کی بھلائیوں کے حاصل ہونے کا یہ عجیب و غریب نسخہ ہے جس میں نہ پیسے خرچ ہوتے ہیں نہ وقت نہ دشواری ہے نہ دقت

شیخ سعدی کی حکایت ہے کہ وہ ننگے پاؤں سفر کر رہے تھے تکلیف ہوئی تو مسجد میں نماز کے بعد دعا کی باہر آئے تو دیکھا ایک آدمی ہے جس کے پاؤں ہی نہیں حق تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کیا کہ میرے پاؤں تو ہیں جوتے نہیں نہ سہی۔

اور جب اپنی ہر نعمت، دولت عزت صحت وغیرہ کی قدر ہو گی دل کی

بھارت اپنے انجامِ بد کو پہنچ کر رہیگا

بھارت سے جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اس کا آغاز پاکستان نے نہیں کیا۔ بلکہ محاذِ کشمیر پر ذلّت آمیز شکست کھانے کے بعد کھسیانی بِلّی کھمبا نوچے کے مصداق بھارت نے کیا ہے اور اس طرح پاکستان پر جنگ مسلّط کر دی ہے۔ پاکستان نے اس چیلنج کو قبول کر لیا ہے اور صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے پاکستانی افواج کو حکم دے دیا ہے کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور بھارتی سامراج کے منصوبوں کو خاک میں ملا کر رکھ دیں۔ صدر مملکت نے پاکستانی عوام کو بھی دشمن کے حملہ کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے کہا ہے۔ اور اب حال یہ ہے کہ تمام قوم صدر مملکت کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے بھارتی سامراج کے لئے سیسہ پلائی دیوار بن چکی ہے۔ جس دن صدر مملکت نے ریڈیو پر یہ اعلان نشر فرمایا لاہور کے عوام کا یہ حال تھا کہ وہ واہگہ بارڈر کی طرف پیش قدمی کرنے اور دین و وطن کی عزت پر جان کی بازی لگا دینے کے لئے بے قابو ہو گئے۔ حتّٰی کہ یہ منظر بھی دیکھنے میں آیا کہ لوگ جوش و ولولہ میں لاٹھیاں اور چارپائیوں کے بازو تک اٹھا کر دشمن کا سر کچلنے کے لئے شالامار باغ تک دیوانہ وار جا پہنچے اور وہاں سے انہیں ملک کے جانباز فوجی جوانوں نے یہ کہہ کر واپس کیا کہ آپ کی فوج اللہ کے فضل سے ملک کے دفاع کے لئے کافی ہے۔ ظاہر میں اگرچہ لوگوں کا لاٹھیاں اور ڈنڈے اٹھا کر محاذِ جنگ کی طرف لپکنا محض دیوانگی کی دلیل نظر آتا ہے لیکن اس سے لاہور کے بہادر اور غیوّر جوانوں کے جذبۂ جہاد، وطنِ عزیز سے وفاداری اور ان کی غیرتِ مِلّی کی پوری عکّاسی ہوتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ وہ کس حد تک وطن کی حفاظت اور دینِ خداوندی کی سربلندی کے لئے مَر مٹنے کا جنون اپنے اندر رکھتے ہیں — پھر جب توپوں کی گھن گرج سے لاہور کے در و دیوار لرزنے لگے اور ہوائی حملوں کے الارم ہونے لگے تو اُس وقت بھی عوام میں کوئی خوف و ہراس نہیں پھیلا۔ اور اُن کے حوصلے اور عزائم بلند سے بلند تر ہو گئے اور اب وہ آگے سے بڑھ کر دین و وطن کی عزّت پر مر مٹنے کے لئے تیار نظر آتے ہیں — رہ گیا ہمارے ملک کے جیالے فوجی جوانوں کا کردار تو وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر سپاہی عزم و عمل اور شوقِ شہادت کے ناقابلِ تسخیر جذبہ سے معمور دکھائی دیتا ہے اُس کے چہرہ پر جرأت و مردانگی اور نورِ ایمان و یقین کی لازوال روشنی جھلکتی نظر آتی ہے اور اُس کی رگوں میں غیرتِ اسلامی اور حب الوطنی کا دوڑتا ہؤا خون صاف طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دشمن کا منہ توڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور اُسے ہر محاذ پر شکست فاش دی ہے دشمن نے حملہ کرتے وقت بزدلی اور کم ظرفی کا ثبوت دیا اور اعلانِ جنگ کِئے بغیر پاکستان پر حملہ کر دیا لیکن پاکستانی افواج اس جرأت و سرعت سے مقابلہ میں اُتریں کہ دشمن کے چھکّے چھُڑا دئے۔

دشمن کا خیال تھا کہ وہ بہت جلد لاہور کو فتح کر لے گا اور اس طرح پاکستان کے دل پر قابض ہو جائے گا۔ اس کا اندازہ تین باتوں سے ہوتا ہے۔ ایک تو اس نے اپنی ہوائی فوج پورے شدّ و مدّ کے ساتھ جنگ میں جھونک دی، دوسرے اُس نے بالکل اچانک حملہ کیا اور تیسرے اُس نے اپنی پوری قوّت اور فوج کی کثیر تعداد کے ساتھ لاہور پر تین اطراف سے یلغار کر دی۔ دشمن کو اپنے طیّاروں کی تعداد، فوج کی کثرت اور بے پناہ جنگی ساز و سامان پر ناز تھا اور پاکستان کو حق و صداقت اور اپنے جیالے جوانوں کی قوّتِ ایمانی اور اللہ کی ذات پر بھروسہ تھا چنانچہ نتیجہ وہی ہؤا جو حق و صداقت اور باطل کے درمیان جنگ میں ہؤا کرتا ہے۔ حق و صداقت کو فتح نصیب ہوئی اور باطل کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا — پاکستانی افواج نے تین دن میں ہی اپنی جرأت و مہارت اور قوتِ ایمانی سے دشمن کا غرور خاک میں ملا دیا۔ دشمن کو فضائی جنگ میں بھی عبرتناک شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ اور وہ برّی جنگ میں بھی شرمناک پسپائی سے ہمکنار ہؤا اس کی ۱/۴ فضائی قوّت برباد کر دی گئی، سینکڑوں ٹینک تباہ ہو گئے۔ ہزاروں ہندوستانی فوجی موت کے گھاٹ اتر گئے اور کثیر تعداد میں گرفتار ہوئے اور باقی بے اندازہ اسلحہ، ٹینک اور کئی بکتربند گاڑیاں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اس وقت بحمداللہ تعالیٰ

۱۷

اہلِ اسلام کی نصرت و فتح اور دشمن کی شکست و ہلاکت کی

مسنون دُعاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

اس دعاء ماثورہ اور مسنون کا ہجوم اعداء و مصائب کے وقت پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ موجودہ حالات میں اس دعا کو اپنا معمول بنا لینا چاہیے خصوصًا ہر نماز کے بعد چند مرتبہ نیز آخری التحیات میں درود شریف اور دُعاء کے بعد تین بار پڑھ لینا بھی مفید اور دُشمن کی مغلوبیت کا ذریعہ ہو گا۔ (انشاء اللہ)

عبیداللہ انور

جمعہ خطبہ

۱۳- جمادی الاوّل ۱۳۸۵ھ ، ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء

سچا مومن موت سے ہرگز نہیں ڈرتا

وہ اس موت کا استقبال کرتا ہے جو حق کی راہ میں پیش آئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمؕ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ کَانُوْا غُزًّی لَّوْ کَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ج لِیَجْعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ ط وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ o وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ o وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ اِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ o

(پ ۴ س آل عمران آیت ۱۵۶ تا ۱۵۸)

ترجمہ :- اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جو کافر ہوئے اور وہ اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جب وہ ملک میں سفر پر نکلیں یا جہاد پر جائیں اگر ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔ تاکہ اللہ اس خیال سے اُن کے دلوں میں افسوس ڈالے اور اللہ ہی جِلاتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے گئے یا مر گئے تو اللہ کی بخشش اور اس کی مہربانی اس چیز سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے تھے۔ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ تم سب اللہ ہی کے ہاں جمع کئے جاؤ گے۔

منافقوں کی چال

جنگ اُحد میں نقصان اٹھانے کے بعد مسلمان واپس لوٹے ، تو منافقوں نے اس خیال سے کہ مسلمان بد دل ہو جائیں اور انہیں ندامت محسوس ہو یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھا مسلمان خواہ مخواہ باہر نکل کر مرے ، ہمارے پاس اپنے گھر پڑے رہتے تو کیوں مرتے یا کیوں مارے جاتے۔ یہ کہنا اس غرض سے تھا کہ سننے والے مسلمانوں کے دل میں حسرت و افسوس پیدا ہو کہ واقعی بے سوچے سمجھے نکل کھڑے ہوئے اور لڑائی کی آگ میں کود پڑنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ گھر رہتے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی مگر مسلمان ایسے کچے نہ تھے جو ان چکموں میں آ جاتے۔ اس لئے ان باتوں سے الٹا منافقین کا بھرم کھل گیا۔ چنانچہ آیاتِ مذکورہ بالا میں مسلمانوں کو یہی ہدایت کی گئی ہے ، کہ تم منافقوں کی طرح ایسے لغو خیالات کو دل میں جگہ نہ دو کہ اگر ہم گھر میں بیٹھے رہتے تو موت نہ آتی۔ یاد رکھو ہر شخص کی موت کا مقام اور وقت ازل سے ہی مقرر ہے۔ اس میں نہ تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اور نہ یہ ٹالا جا سکتا ہے۔

زندگی اور موت

یاد رکھو! مارنا اور جِلانا حق تعالےٰ سبحانہٗ کے اختیار میں ہے۔ یہ فقط اسی کا کام ہے اس میں کسی کا دخل نہیں۔ وہ جہاں چاہے جب چاہے انسان کو موت دیتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو عمر بھر سفر میں رہتے ہیں۔ لڑائیوں اور جنگوں میں جاتے ہیں۔ جہاد کرتے ہیں۔ لیکن انہیں موت گھر ہی میں آتی ہے اور کتنے ہی آدمی گھر کے کونے میں پڑنے رہنے کے خوگر ہیں لیکن اخیر میں خدا کوئی سبب کھڑا کر دیتا ہے کہ وہ باہر نکلیں اور وہیں مریں یا مارے جائیں۔ بندہ کی روک تھام سے یہ چیز ٹلنے والی اور بدلنے والی نہیں۔ چنانچہ منافقوں کا یہ کہنا بالکل فضول اور بے معنی ہے کہ گھر میں رہتے تو کبھی نہ مرتے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

نے وفات کے وقت فرمایا کہ میرے بدن پر ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جو تلوار یا نیزہ کے زخم سے خالی ہو مگر آج میں ایک اونٹ کی طرح (گھر میں) مر رہا ہوں۔ فلانامت اعین الجبناء (خدا کرے یہ دیکھ کر نامردوں کی آنکھیں کھلیں)

اللہ تعالےٰ علیم و بصیر ہے

اللہ تعالیٰ علیم و بصیر ہے۔ وہ سب کی نیت جانتا ہے اور بندے جو کام کرتے ہیں انہیں دیکھتا ہے اسے علم ہے کہ منافق اور کافر کس راستے پر جا رہے ہیں اور مسلمان کہاں تک ان کا کہا ماننے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے مناسبِ حال بدلہ دے گا

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری راہ میں مر جاؤ یا مارے جاؤ تو تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تم پر رحمتیں ہوں گی اللہ کی راہ میں مر جانا اور اس کے عوض اللہ کا دیا ہوا صلہ لینا اس چیز سے کہیں بہتر ہے جسے حاصل کرنے کے لئے منافقین و کفار موت سے بچنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔

موت آکر رہے گی

دیکھو اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلے اور فی الحال موت سے کچھ دیر کے لئے بچ گئے تو کیا تم کبھی نہ مرو گے یا مارے نہ جاؤ گے؟ حالانکہ مرنا ہر حالت میں ہے اور پھر بہرحال خدا کے سامنے سب کو جمع ہونا ہے۔ اُس وقت پتہ چل جائے گا کہ جو خوش قسمت اللہ کی راہ میں نیک کام کرتے ہوئے مرے یا مارے گئے تھے اُن کو خدا تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے کیسا حصۂ وافر ملا جس کے سامنے تمہاری دنیا کی کمائی اور جمع کی ہوئی دولت و ثروت سب ہیچ ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر منافقین ہی کا قول تسلیم کر لیا جائے کہ گھر سے نہ نکلتے تو نہ مارے جاتے۔ تب بھی سراسر خسارہ تھا کیونکہ اس صورت میں اس موت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جس پر ایسی ایسی لاکھوں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں بلکہ جو حقیقت میں موت نہیں حیات ابدی ہے

سہ فنا فی اللہ کی تہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جو جینا ہے تو مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ

حاصل

ساری گزارشات کا یہ نکلا کہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔ پس اس سے ڈرنا بے سُود اور محض احمقانہ فعل ہے۔ جب مرنا ہی ہے تو پھر کیوں نیک کام کرتے ہوئے نہ مریں۔ جس سے ابدی زندگی کی کامرانیاں حاصل ہوں جب ایک دن دنیا اور اہلِ دنیا کو چھوڑنا ہی ہے تو پھر کیوں ذلیل و رُسوا ہو کر چھوڑیں۔ کیوں نہ ایک باعزت سودا کریں۔ جس میں خسارہ کا کوئی امکان نہ ہو۔ فائدہ ہی فائدہ ہو۔ جب اس دنیا کو چھوڑ کر کسی اور زندگی کا چولا پہننا ہی ہے تو کیوں نہ انعام و اکرام کا وہ ابدی خلعت حاصل کیا جائے جو اللہ کی راہ میں سر کٹانے اور حق و صداقت پر جان دینے سے حاصل ہوتا ہے اور جس کے عطا ہو جانے کے بعد انسان پر کوئی خوف و ہراس اور حزن باقی نہیں رہتا بلکہ وہ شاد کام اور فائز المرام ہو کر ایک لازوال مسرّت کو حاصل کر لیتا ہے۔

شہداء زندہ ہیں

قرآن عزیز پکار پکار کر کہتا ہے:-
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْھِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
(پ ۴ س آل عمران آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱)

ترجمہ:- اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مُردے نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے خوش ہونے والے ہیں۔ اور اُن کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے اُن کے پاس نہیں پہنچے۔ اس لئے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمان والوں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی گھر میں بیٹھے رہنے سے موت تو رُک نہیں سکتی۔ ہاں آدمی اس موت سے محروم رہتا ہے۔ جس کو موت کے بجائے حیاتِ جاودانی کہنا چاہیئے شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مُردوں کو نہیں ملتی۔ اُن کو حق تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے۔ بڑے عالی درجات و مقامات پر فائز ہوتے ہیں جنت کا رزق آزادی سے پہنچتا ہے، جس طرح ہم ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر ذرا سی دیر میں جہاں چاہیں اڑے چلے جاتے ہیں۔ شہداء کی ارواح وہ حواصل طیور خضر" میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ اُن "طیور خضر" کی کیفیت و کلانی کو اللہ تعالےٰ ہی جانے۔ وہاں کی چیزیں ہمارے احاطۂ خیال میں کہاں آ سکتی ہیں۔ اس وقت شہداء بے حد مسرور و مبتہج ہوتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے دولت شہادت عنائت فرمائی اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا۔ جو وعدے شہیدوں کے لئے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ انہیں آنکھوں سے مشاہدہ کر کے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا بلکہ خیال و گمان سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے۔ پھر نہ صرف یہ کہ اپنی حالت پر شاداں و فرحاں ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کا تصور کر کے بھی انہیں ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے جن کو اپنے پیچھے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے امورِ خیر میں مشغول چھوڑ آئے ہیں کہ وہ بھی اگر ہماری طرح اللہ کی راہ میں مارے گئے یا کم از کم ایمان پر مرے تو اپنی اپنی حیثیت کے موافق ایسی ہی پُر لطف، اور بے خوف زندگی کے مزے لوٹیں گے نہ ان کو اپنے آگے کا ڈر ہو گا نہ پیچھے کا غم۔ مامون و مطمئن سیدھے خدا کی رحمت میں داخل ہو جائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ شہدائے احد یا شہدائے بیر معونہ نے خدا کے ہاں پہنچ کر تمنا کی تھی کہ کاش ہمارے اس عیش و تنعم کی خبر کوئی ہمارے بھائیوں کو پہنچا دے "تاکہ وہ بھی اس زندگی کی طرف جھپٹیں اور جہاد سے جان نہ چرائیں۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ مَیں پہنچاتا ہوں۔ اس پر یہ آیات نازل کیں اور ان کو مطلع کر دیا گیا کہ ہم نے تمہاری تمنا کے موافق خبر پہنچا دی۔ اس پر وہ اور زیادہ خوش ہوئے۔

باقی صـ۱ پر

• طالب حسین سیال متعلم گورنمنٹ کالج جھنگ

مسلمان مغلوب کیوں ہے؟

انسان کا لا مذہب ہونا اجنبی سی بات ہے کارخانۂ قدرت کا نظام اور کائنات کا ذرہ ذرہ خدائے یکتا کی ذات پر شاہد ہے ممکن ہے کوئی کور چشم کمال حماقت سے ذاتِ احدیت کا انکار کردے لیکن قالوا بلیٰ والا میثاق غیر شعوری طور پر اُسے ڈسنے لگتا ہے اور کسی وقت اس کی نوکِ قلم یا زبان سے باری تعالیٰ کے وجود کا اقرار نکل ہی جاتا ہے چنانچہ جنگ عظیم II کے وقت دہریوں نے التجائیں کیں تھیں کہ مسلمانوں تم اپنی مسجدوں میں اور عیسائیو تم گرجوں میں اپنے خدا سے ہماری فتح کے لئے دُعائیں مانگو، انسان بغیر مذہب کے نہیں رہ سکتا، انسانی ناقص عقل و فہم سے گھڑے ہوئے کئی مذاہب اور کارہ نظریات معرضِ وجود میں آئے اور ہوا و ہوس کے بندوں نے مذاہب باطلہ کی پیروی کی، خداوند تعالیٰ نے اعلان فرمایا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔ کریم ذات نے اتمام حجت اور اپنے مقبول و پسندیدہ دین کی اشاعت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، باطل و سرکش قوتوں نے ان نفوس قدسیہ اور اُن کے مشن کو مٹانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بالآخر تمام رکاوٹوں نے اُن کے عزائم و استقلال اور ثبات و استقامت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ ربِّ جلیل اپنے قہر و جلال اور جبروت و اقتدار کے ساتھ اپنے مقبول دین کو بھی تمام ادیانِ باطلہ اور انکا ناقصہ پر غالب دیکھنا چاہتا ہے حق ہر دور میں اور ہر مقام پر غالب و نادر رہا اور ہمیشہ رہے گا، حقیقت و صداقت ہنگامی طور پر دب تو سکتی ہے لیکن مٹتی نہیں شمع ہدایت عارضی طور پر مدھم تو ہو سکتی ہے لیکن بجھتی نہیں چشم بصیرت اسلام کے غلبہ کی حقیقت ثابتہ کے نظارے متعدد مقامات پر دیکھ چکی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے حق پرست ساتھیوں کی سلامتی اور فاجر و کفار کی غوطہ زنی نارِ نمرود کے گلزار خلیل بن جانے کی معجزہ نمائی۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کے مدعی کا اپنے بندوں سمیت پانی میں دم توڑنا۔ موجوں کی تھپیڑوں کا کلیم اللہ کی محافظت کرنا، غریب الدیار زندانِ مصر کے قیدی یوسف علیہ السلام کا شہنشاہ مصر بننا یہ تمام اسلام کے غلبہ اور اس کی صداقت و حقانیت کے لئے کھلی نشانیاں اور واضح دلائل ہیں، حتیٰ کہ فاران کی چوٹیوں سے اُبھرنے والے آفتاب نبوت نے تمام عالم کو بقعۂ نور بنا دیا، قرآن پاک رسالت کا مقصد بیان کرتا ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وہ اللہ وہ ذات ہے جس نے بھیجا اپنے رسُول کو ہدایت کے ساتھ اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے تشریف لائے کہ آفتاب عالم میں اسلام کی صداقت و حقانیت کا سکہ بٹھا دیں دُنیا کا چپہ چپہ نعرۂ توحید سے گونج اُٹھے اسلام جو کہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے بدلتے ہوئے احوال وظروف کے لئے واضح ہدایات مہیا کرتا ہے، اس کے قوانین وضوابط و تعلیمات میں جامعیت تفصیل، تنوع اور دوام پایا جاتا ہے یہ ایسا نظامِ حیات ہے جو ہمہ گیر اور عالمگیر ہے اس لئے یہ تمام دُنیا پر چھا جانا چاہتا ہے، مذہب اسلام مختلف رنگ ونسل مذہب و وطن کے بھٹکے ہوئے پریشان حال اور منتشر الخیال لوگوں کو اپنے گوشہ امن وعافیت میں دعوتِ پناہ دیتا ہے، بقول کنان ٹیلر "بناوٹ کی نیکیوں، دینی فریب کاریوں، منقلب اخلاقی خیالات اور باریک لفظی حجتوں کو اسلام نے دھکے دے کر نکال دیا۔ رہبانیت کی جگہ مردانہ روش پیدا کردی، غلام کو امید بخشی بنی نوع کو اخوت عطا کی اور انسانی فطرت کے اصلی شرائط کو پہچانا"

اسلام کی پذیرائی و گہرائی سے متعلق عقلی و منطقی دلائل کے علاوہ ہمارے پاس تاریخ براہین و شواہد بھی موجود ہیں مسلمانوں کے اولین دور میں اسلام بین الاقوامی غلبہ INTERNATIONAL POWER تسلیم کیا گیا ہے، مسلمانوں کے علم و ادب، تہذیب ثقافت صنعت و حرفت، آرٹ و کلچر میں تمام دنیا کی قومیں ان کی خوشہ چین اور ان کی سیاسی و صنعتی ترقی و برتری کی معترف تھیں۔

آج بھی ہمارے پاس اسلامی تعلیمات موجود ہیں ہماری تہذیب کلچر کے نشانات ہماری تاریخوں میں محفوظ ہیں، پھر غیر اقوام کی ثقافتی تقلید کے کیا معنی؟ اپنے تمدن و روایات سے کیوں روگردانی؟ یہی وجہ ہے کہ ہم اسلام کے صرف نام لیوا ہیں ہم میں نورِ ایمان نہیں، ہم توحید کے نعرے تو لگاتے ہیں مگر اس نغمہ کے پابند نہیں ہم اسلامی تعلیمات کی مدح و ستائش تو کرتے ہیں لیکن ان کو عملی سانچے میں نہیں ڈھالتے ہم اسلامی قانون کے رواج دینے پر تقریریں تو کرتے ہیں مگر عملاً اسے نافذ نہیں کرتے، اگر ہمارا یقین صحیح ہو، عقیدہ راسخ ہو، ہم میں جذبۂ جہاد اور عقیدت رسول ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اقوام عالم پر غالب نہ آئیں، ارشاد ربانی ہے:-

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اور نہ سُست ہو جاؤ اور نہ غم کرو، اور تم ہی سب پر غالب ہو بشرطیکہ تمہارا ایمان پختہ ہو، گویا پختگی ایمان غلبۂ اسلام کی شرط قرار دی گئی۔ کوشش و جدوجہد کی ترغیب دی گئی اور غم والم سے روکا گیا۔ آیئے آج ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم کیسے مومن ہیں ہماری جدوجہد کا کیا حال ہے؟

ہم نے دل کے طاقوں میں کئی بُت رکھے ہوئے ہیں جن کی شب و روز پوجا کی جاتی ہے۔ صنم خانۂ دِل حب جاہ اور حُبِ مال کے بُتوں سے آباد ہے۔ دولت و ثروت اور زر و مال کے حصول کے لئے دغا و فریب دجل و کذب جیسے آلات استعمال کرتے ہیں جاہ و حشمت اور نام و نمود کی خاطر ہم ایک دوسرے کے گریبان پھاڑتے ہیں حتیٰ کہ علمائے سوء میں ناظم و صدر کے عہدوں پر پگڑیاں اُچھلتی ہیں، خاکی پیکر کے نقوش کے پرستاروں کی شب ہائے ہجر و فراق اختر شماری کرتے گذرتی ہے سب سے بڑھ کر محبت کئے جانے کا حق صرف خدا کا ہے ہم نے وہ چھین کر مادی اشیاء کو دے دیا' مومنوں کی شان یہ ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر خدا سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر گداگری کرنا۔ عید میلاد النبی پر جلوس نکالنا، جھنڈے اُڑانا۔ سڑکوں اور چوراہوں پر چراغاں کرنا۔ اور گانوں کی طرز میں نعتیں پڑھنا ہمارے ہاں عقیدتِ رسُول کے معیار رہ گئے ہیں، ہماری محافل تو سج گئیں لیکن رُوح کی بستی اُجڑ گئی، ہم مصنوعی روشنیوں کا اہتمام کرتے رہے دل میں ایمان کا نور نہ پیدا ہو سکا۔ علماء سوء سیرت نبوی کے بیان کرنے پر یوں سودا چکاتے ہیں، جس طرح قصاب منڈی میں بینڈھا کی قیمت چکاتا ہے رسُول اللہ کی محبت پر ہم دُنیاوی محبتوں کو قُربان نہ کر سکے۔ اور پھر مومن ہونے کا دعوٰے ہے حالانکہ ارشاد رسُول اللہ ہے لا یومن احدکم حتیٰ اکون احبّ الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین۔

جو قوم اپنی قومی روایات اور ملّی خصائص کو فراموش کر دے اور تہذیب و تمدن میں دیگر اقوام عالم کی تقلید کرتی ہے اس کا اپنا وجود بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے چہ جائیکہ وہ دیگر اقوام پر غالب ہو۔ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں نئی تہذیب کے ڈنکے بجائے جاتے ہیں، طلباء کے ذہنوں میں مغربی طرزِ فکر کو ٹھونسا جاتا ہے اقوام مغرب کے سیاسی و معاشی تفوق اور تمدنی و تہذیبی ترفع کا درس اتنے شد و مد سے دیا جاتا ہے کہ طلباء احساس کمتری کا شکار ہو کر اتنے بے حس اور بے جرأت ہو جاتے ہیں کہ اُن میں نہ تو جہاد کے جذبات پرورش پا سکتے ہیں اور نہ وہ عالمی شہرت کا خواب دیکھ سکتے ہیں۔ عوام کی حالت تو نہایت دگرگوں ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہماری راتیں بحالت رکوع و سجود گزرتی تھیں یا میدانِ جہاد میں ہم تلواروں کے سایہ میں پلتے تھے، آج ہماری راتوں کی پناہ گاہیں سینما ہاؤس ہیں، کبھی کلامِ پاک کی تلاوت سے ہمارے دلوں کو حلاوت و سرور اور چاشنی ملتی تھی، آج ہم ہر گانے کی دھن پر سر دُھنتے ہیں، عشقیہ و طربیہ غزلیں ہمارے نوجوان گلیوں اور بازاروں میں گنگناتے پھرتے ہیں، تاش و شطرنج کی کھلاڑی قوم کا مستقبل کتنا تاریک اور بھیانک معلوم ہوتا ہے، ہمارے بڑوں کا فرض تھا کہ ہمیں اپنے اسلاف کی شان دار حکایات اور کارہائے نمایاں سُنا سُنا کر ہماری رُوحوں کو گرماتے اور ہمیں جہاد کے لئے آمادہ کرتے مگر وہ ساری رات حقہ کے

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا

واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

(سورہ بقرہ)

تحریر: محمد عثمان غنی بی اے (قسط ۳) منعقدہ: ۲۷ جون ۱۹۶۵ء

... شریف میں ہے۔ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ عصر کی نماز ہو چکی ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ یا کسی دوسرے صحابی کو حکم فرمایا کہ تم دونوں جاؤ یہاں سے قریب ایک جگہ ہے بیرحا وہاں پہنچو ایک عورت جا رہی ہے مکہ مکرمہ۔ اُس کے پاس ایک خط ہے۔ وہ خط لے کر فوراً میرے پاس پہنچو ــــ صحابہ تھے نا ــــ ہم جیسے تھوڑے ہی تھے۔ جی آپؐ کو کس نے بتایا؟ اگر ہم ہوتے تو کیا پوچھتے؟ جی جناب کو کس نے بتایا ہے؟ بادشاہو توبہ کرو۔ ہانڈی روٹی کا وقت ہے بال بچے تنہا ہیں۔ اس وقت کیلے جائیں؟ چلو صبح کو چلے جائیں گے۔ صحابہؓ نے کیا کیا؟ اُسی وقت حضرت علیؓ اور دوسرے صحابی دَوڑے اور اُسے جا پکڑا۔ اونٹنی پر جا رہی تھی مکہ مکرمہ۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ فرماتے ہیں کہ تیرے پاس ایک خط ہے وہ خط نکال۔ وہ کہتی ہے میرے پاس خط؟ خط کا کیا تعلق؟ انکار کر دیا۔ تو حدیث میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے تنبیہ فرمایا لتخرجنك تو خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار کر تیری تلاشی لیں گے۔ (یہ تنبیہ فرمایا)، قاضی کو حاکم کو حق پہنچتا ہے کہ جب دیکھے کہ جو مجرم ہے یہ بات نہیں مانتا تو تنبیہ کرنی شرعاً جائز ہے۔ تو آپ نے تنبیہ کی کہ اگر تو نہیں نکالے گی تو ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔ وہ ڈر گئی۔ تھی تو کافر مگر ننگا ہونے سے ڈر گئی۔

اب ہماری بچیاں ننگی ہو رہی ہیں اللہ ہماری بچیوں کو شرم و حیا نصیب فرمائے۔ کیا بن رہا ہے ہمارے ملک میں؟ یہ ننگے فوٹو۔ العیاذ باللہ۔ استغفراللہ۔ استغفراللہ۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا۔ رب کاسیۃٍ فی الدنیا عاریۃ فی الاٰخرۃ۔ بہت سی وہ عورتیں، بہت سے وہ بدن جو دنیا میں ڈھانپے ہوئے تم کو نظر آتے ہیں قیامت کے دن ننگے ہو جائیں گے۔ آج جو ہماری بچیاں لباس پہنتی ہیں اگر میری بچیاں ہیں تو میں اُن سے عرض کرتا ہوں کہ میری بچیو! اس فانی زندگی پر غرور مت کرو۔ تمہارے بازو کا ننگا ہو جانا تمہارے پورے بدن کا ننگا ہو جانا ہے۔ تمہارے دانت بھی کسی کے سامنے ننگے نہ ہوں، تمہارے بال بھی پردہ، تمہاری آواز بھی پردہ، تمہارے ناخن بھی پردہ، تمہارے پاؤں بھی پردہ، تمہاری شکل بھی پردہ، تمہارا قالب اور وجود بھی پردہ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رات کو فوت ہوئیں۔ وصیّت فرمائی تھی۔ کہ اے علیؓ! جب میں مرگئی اور رات ہی کو میری موت آ گئی تو رات ہی کو دفن کر دینا ــــ کیوں؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟ حضرت فاطمہؓ یہ چاہتی تھیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی میّت کو بھی غیر محرم نہ دیکھیں۔ اندھیرے میں دفن کر دینا ــــ یہاں ہماری بچیاں مر جاتی ہیں تو ان کے فوٹو ہم لیتے ہیں فوٹوگرافر کو ہم بلاتے ہیں اُس بچّی کا فوٹو لیا جاتا ہے۔ یہ حرام ہے۔

مرنے کے بعد میّت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ قطعاً حرام ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میّت، اگر مر جائے کوئی انسان، نیک ہو، برا ہو، چھوٹا ہو، بڑا ہو، اُس کے بال مت کاٹو، اُس کے ناخن مت اتارو۔ اُس کے بدن کی جو کیفیت ہے اُسی پر رہنے دو۔ اور بہت جلد اس کو دفن کر دو۔ اگر وہ نیک ہے تو اس کو اس کے گھر پہنچا دو۔ اگر وہ بُرا ہے تو تم عذاب والی لاش کو اپنے پاس کیوں رکھتے ہو؟

اگر وہ نیک ہے، مثلاً ایک شخص مر گیا ہے اُس کے ناخن بڑھے ہوئے ہیں۔ اگر اُس نے اُن ناخنوں کے ساتھ تسبیح کے دانے چلائے ہیں۔ ناخنوں کے ساتھ حق حلال کی مزدوری کی ہے تو یہ ناخن قبر میں گواہی دیں گے کہ تم اس آدمی کو مت چھیڑو، ہم اس کے شاہدِ عدل ہیں۔ یہ ناخن نیکی کرنے والے ہیں۔ تم اس کی نیکی کے گواہوں کو کیوں بند کر رہے ہو؟ اُس کا تو ابھی مقدمہ پیش ہونے والا ہے۔ جس پر قتل کا مقدمہ ہو شہادت اور گواہی کو تم اپنے پاس ہی بند کر رکھوگے یا اُسے اندر بھیجو گے؟ ابھی مقدمہ چلنے والا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو؟ تم سمجھتے ہو کہ ہم ڈونگے کھا رہے ہیں اور پلاؤ زردہ اُڑا رہے ہیں۔ اُس سے جا کر ذرا پوچھو قبر والے سے کیا بن رہا ہے۔ اللہ ہماری سب کی قبروں کو منوّر فرمائے۔ یہ تو معاملہ بڑا سخت ہے جی۔ ہم چونکہ اس عیّاشی میں پڑے ہیں سمجھتے ہیں معمولی سی بات ہے۔ کاش حضرت لاہوریؒ کی آنکھیں ہوتیں یا حضرت رائپوریؒ کی آنکھیں ہوتیں، حضرت مدنیؒ کی آنکھیں ہوتیں تو آپ قبروں میں جا کے دیکھتے کہ کیا بن رہا ہے۔ اللہ ہماری اور آپ سب کی قبروں کو پُرنور فرمائے ــــ عذابِ قبر کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھّے۔

تو بھائی! میّت کے ناخن اتارنے سے روک دیا۔ اگر وہ بُرا ہے۔ اُن ناخنوں کے ساتھ شراب کا پیالہ پیتا رہا۔ ناخنوں کے ساتھ غیر محرموں کے بدن کو چھُوتا رہا ــ ناخنوں کے ساتھ گانے بجانے کے آلات کو بجاتا رہا تو اب وہ تو عذاب والے ناخن ہیں۔ تم عذاب والی چیز کو کیوں گھر میں رکھتے ہو؟ ساتھ دفن کرو۔ بھائی اگر کوئی افیون کا سمگلر پکڑا جائے سڑک پر آپ اس سے افیون لے کر اپنی کوٹھی میں رکھ لیں گے؟ پولیس سے کیا کہیں گے۔ کہ اس کو تو گرفتار کر لو اور افیون مجھے دے دو۔ کروگے ایسا؟ اگر وہ کہے بھی کہ بابو جی میں مسافر ہوں میرا یہ کپڑا گھر لے جاؤ ــ" او بھائی نہیں نہیں میں نہیں رکھتا" ــ "اجی اس میں کچھ نہیں" ــ "نہیں نہیں بھائی! تم تو مجرم ہو۔ تمہیں پولیس نے گرفتار کیا ہے، میں تمہارا کپڑا کیوں گھر رکھوں؟ تمہارا میرے ساتھ کیا تعلق ہے؟" یہاں تو اس حد تک ہم ڈرتے ہیں

اور وہاں ؟ یاد رکھو میرے بھائیو مرنے کے بعد میت کی داڑھی کو چھیڑنا ، میت کی مونچھوں کو چھیڑنا ، میت کے بالوں کو چھیڑنا قطعاً حرام ہے ۔ وہ نیک ہے اس کے لئے وہ نیکی کے گواہ ہیں ۔ وہ برا ہے تو اس کے لئے وہ برائی کی شہادت ہیں ۔

تو ہمارے ہاں تو اب یہ ہو گیا ہے جی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی جو ہے ۔ ربّ کاسیۃ (الحدیث) ——— نئے نئے لباس بن رہے ہیں اور میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ اس خباثت سے ہم مولوی بھی خالی نہیں ۔ ہمارے گھروں میں بھی لباس گندے ہو چکے ہیں ۔ پیروں کے گھروں میں لباس گندے ہو چکے ہیں ۔ وہ لوگ جو باہر بڑے دیندار نظر آتے ہیں اللہ بچائے اُن کے گھروں میں جاکر اگر دیکھا جائے تو وہ غلاظت پھیلی ہو گی کہ الامان والحفیظ ۔ اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہیں وہ تو کسی شمار میں ہی نہیں ۔ ہم مولوی بگڑ گئے ، پیر بگڑ گئے ۔ ہم نے عیاشی کو اپنا شغل بنا لیا اور بگڑے کس طرح ؟ ہماری بچیوں کے بال کٹے ہوئے ، ہماری بیویوں کے بال کٹے ہوئے ، آپ میں سے اکثر دوست اس علاقے کے ہیں ۔ ہمارا علاقہ ملتا ہی ہے ——— ہم چھوٹے ہوتے تھے تو جب کوئی کسی کو ذرا کہہ دیتا بیوی کو گالی کیا دیتے ؟ "او سر منئے کیہہ پئی کرنی ایں" بیوی خفا ہوتی کہ مجھے سر منی (سرمنڈی) کہا ہے ۔ اب تو سر مونڈنے کے باقاعدہ شفا خانے کھل گئے ہیں ۔ اب تو تاریخیں دینی پڑتی ہیں مسلمان بچی کو سر کے بال کٹانے کی تاریخیں لینی پڑتی ہیں ۔ اور نائیوں کے مزے ہیں ۔ کوئی گردنیں ملتا ہے کوئی پچھے ملتا ہے ۔ استغفراللہ ، استغفراللہ ۔ لو جی پھر بھی شرم باقی رہ گئی ؟ حیا باقی ہے ؟ نظر دوسروں پر پڑ گئی ۔ بدن دوسروں کے ہاتھوں میں گیا ۔ اللہ مجھے اور آپ کو بچائے ۔ میں توہین نہیں کر رہا ۔ میں کسی کی نیت پر حملہ نہیں کر رہا بھائی ! میں عرض کر رہا ہوں ۔ یہ سب باتیں اچھی ہیں یا بُری ہیں ؟ میری بچی کے بدن کا ناپ ایک غیر محرم درزی کیوں لے ؟ میری بچی خود سلائی کر لے نا ! ہمارے کپڑے سینے والے غیر محرم ، ہمارے جوتے سینے والے غیر محرم ، ہماری بچیاں جاتی ہیں اپنا پاؤں موچی کے سامنے رکھتی ہیں ۔ اپنی پنڈلی کو ننگا کرتی ہیں ۔ استغفراللہ ، العیاذ باللہ ۔ وہ بدن جس کے متعلق ارشاد فرمایا ۔ کہ وہ نماز میں بھی ننگا ہو جائے تو نماز نہیں ہوتی ۔ وہ بدن آج کون کون نہیں دیکھ رہا ؟ ہم خود دکھلاتے ہیں بھائی ——— آج مسلمانوں کی بچیاں ننگی ہو چکی ہیں ۔ لباس پہنتی ہی نہیں ۔ اور جو پہنتی ہیں وہ بھی ایسا ہے کہ جس میں بدن ننگا نظر آ رہا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے ۔ اس کے ساتھ کوئی اور گناہ مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ اللہ میری بچیوں کو اور آپ کی بچیوں کو اس عذاب سے بچائے ۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب کہا نا کہ اُسے کہ تجھے ننگا کر دیں گے ، وہ بھی تو کافر مگر ڈر گئی تو اس نے کہا ۔ کہ مجھے ننگا نہ کرو خط میں دیتی ہوں ۔ وہ رقعہ نکال کر دے دیا ۔ وہ رقعہ اسی طرح بند تھا ۔ لفافہ نہیں تھا ایسے ہی رقعہ تھا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امانتی کیسے رقعہ پڑھ سکتے ہیں ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں بند کیا ۔ اور دوڑتا ہوا امام الانبیاءؐ کے پاس پہنچا ۔ پوچھا "لے آئے ؟" "حضور یہ لے آئے" ——— کھولا ——— صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے ۔ عمر فاروقؓ ، عثمان غنیؓ ، علی مرتضےٰؓ ، صدیق اکبرؓ اور بھی کچھ صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے ۔ کھولا ۔ دیکھا تو وہ خط تھا ابنِ بلتعۃ کی طرف سے ۔ ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے ابن بلتعنہ ۔ حدیث میں آتا ہے بخاری میں ۔ وہاں مکے کے کافر کے نام ، اپنے پڑوسی کے نام وہ خط لکھ رہا ہے کہ میں خیریت سے ہوں ۔ امید ہے تم بھی خیریت سے ہوگے ۔ بس ۔ نیچے اپنا نام ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھ کر سنایا ۔ حضرت عمر فاروقؓ بھڑک اٹھے ۔ عرض کیا ۔ ذرنی اضرب عنق ھٰذا المنافق ۔ حضورؐ ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں کہ یہ مدینے میں بیٹھ کر مکے کے کافروں کو خط لکھ رہا ہے ۔ فرمایا ۔ ٹھہر عمرؓ بات سن ذرا ۔ پوچھا ابن بلتعۃ ! جواب دو تم نے یہ خط کیوں لکھا ؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بدری ہوں ۔ بدر میں میں شریک ہوا ۔ میں نے اپنی جان آپؐ کے قدموں میں پیش کی ہے ۔ میں اگر منافق ہوتا تو بدر میں شریک نہ ہوتا ۔ اب بھی میری جان آپؐ پر نثار ہونے کو تیار ہے حضور ! بات اصل میں یہ ہے کہ یہ جتنے آپؐ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جو بڑی بڑی باتیں کر رہے ہیں کسی کا باپ وہاں ہے ، کسی کی ماں وہاں ہے ، کسی کا بھائی وہاں ہے ، کسی کا بیٹا وہاں ہے ، قبیلہ وہاں ہے ، بچے وہاں ہیں ۔ اُن کے بچوں کی خبرگیری کرنے والے وہ کافر ہیں مگر رشتے دار تو ہیں موجود ہیں اور حضورؐ ! میری بیوی ، چھوٹے چھوٹے بچے ، چھوڑ کر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آیا ۔ میری بیوی مکّہ مکرمہ میں ، میرے چھوٹے چھوٹے بچے مکّہ مکرمہ میں ، میرا کوئی وہاں بھائی نہیں ، ماں نہیں ، باپ نہیں ، چچا نہیں ، ماموں نہیں ۔ میں نے اپنے ایک کافر پڑوسی کے نام یہ رقعہ دل جوئی کے لئے لکھ دیا تاکہ وہ میرے بچوں کے ساتھ بہتری کا سلوک کرے ورنہ حضورؐ میں منافق نہیں ۔ میں نے کون سی اس خط میں غلط بات لکھی ہے ۔ میرے بچے وہاں ہیں یہ تو اُن سے پوچھئے نا بھائی تقسیم کے بعد جن کے ماں باپ وہاں رہ چکے ہیں ۔ جن کی قبریں وہاں رہ چکی ہیں ۔ جن کے رشتہ دار وہاں رہ چکے ہیں اُن سے ذرا پوچھئے تقسیم کا حال ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو خشیتِ الٰہی نصیب فرمائے ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو مصیبتوں سے بچائے ۔ اللہ بھارت کے مسلمانوں کو بھی ہندوؤں کے مظالم سے جلدی نجات دے اللہ کشمیر کے مسلمانوں پر بھی رحم و کرم فرمائے ۔

تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا ٹھیک ہے ۔ آپؐ نے پھر صفائی خود پیش فرمائی ۔ آپؐ فرماتے ہیں ——— لے عمر فاروقؓ اور دیگر صحابہؓ سن لو ۔ یہ ابنِ بلتعۃ بدر میں شریک ہوا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا بدر والوں سے ۔ بخاری میں ہے ۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ ۔ اللہ تعالےٰ نے بدر والوں کے لئے ایک پروانہ دے دیا ہے ——— کیا ؟ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۔ او بدر میں شریک ہونے والو ! تم نے اتنی بڑی قربانی کی ہے کہ اب بدر کے بعد جو تمہاری مرضی ہے کرتے رہو ۔ میں نے تمہارے سارے گناہ پہلے ہی معاف کر دئے ہیں ۔

حاجی کمال الدین مدرس کارپوریشن سکول
محمود بوٹی لاہور

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے اندر ایک تو شیطان تصرف کرتا ہے اور ایک فرشتہ۔ شیطان کا تصرف حق بات کا جھٹلانا ہے اور فرشتہ کا تصرف بھلائی کا وعدہ کرنا ہے اور حق بات کی تصدیق کرنا ہے۔ جو اس کو پاوے (یعنی بھلائی کی بات کا خیال دل میں آوے تو اس کو) اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اس کا شکر ادا کرے اور جو دوسری بات کو پاوے (یعنی بُرا خیال دل میں آوے) تو شیطان سے پناہ مانگے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ شیطان فقر کا خوف اور فحش باتوں کی ترغیب دیتا ہے اور یہی حق کا جھٹلانا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور دو چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں۔ شیطان فقر کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ مال خرچ نہ کر احتیاط سے رکھ۔ تجھے اس کی ضرورت پڑے گی اور اللہ تعالیٰ ان گناہوں پر مغفرت کا اور وعدہ فرماتا ہے اور رزق میں زیادتی کا۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کو آئندہ کے فکر میں زیادہ مبتلا نہیں رہنا چاہیئے کہ کیا ہو گا بلکہ جب حق تعالیٰ نے رزق کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ تو اس پر اعتماد کرنا چاہیئے اور یہ سمجھتے رہنا چاہیئے کہ آئندہ کی احتیاج کا خوف شیطانی اثر ہے وہ آدمی کے دل میں یہ خیال پکاتا رہتا ہے کہ اگر تو مال جمع کر کے نہیں رکھے گا تو جس وقت تو بیمار ہو جائے گا یا کمانے کے قابل نہیں رہے گا یا کوئی اور دفعتہً ضرورت پیش آ جائے گی تو اس وقت تو مشکل میں پڑ جائے گا اور تجھے بڑی دقت اور تکلیف ہو گی اور ان خیالات کی وجہ سے اس کو اس وقت مشقت اور کوفت اور تکلیف میں پھانس دیتا ہے اور ہمیشہ اسی تکلیف میں مبتلا رہتا ہے اور پھر اس کا مذاق اڑاتا ہے کہ یہ احمق آئندہ کی موہوم تکلیف کے ڈر سے اس وقت کی یقینی تکلیف میں پھنس رہا ہے کہ جمع کی فکر میں ہر وقت پریشان رہتا ہے اور آئندہ کا فکر سوار رہتا ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر گز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عطا کی ہے کہ یہ بات (یعنی بخل کرنا) ان کے لئے کچھ اچھی ہو گی۔ (ہر گز نہیں) بلکہ یہ بات ان کے لئے بہت بری ہو گی اس لئے کہ وہ لوگ قیامت کے دن طوق پہنائے جائیں گے۔ اس مال کا جس کے ساتھ بخل کیا تھا۔ (یعنی سانپ بنا کر ان کی گردنوں میں) ڈال دیا جائے گا اور آخیر میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے لوگوں کے مر جانے کے بعد اللہ ہی کا رہ جائے گا (تم اپنے ارادے سے اس کو دے دو تو ثواب بھی ہو ورنہ ہے تو اسی کا) اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے اعمال سے خبردار ہیں۔

بخاری شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو اللہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو وہ مال قیامت کے دن ایک گنجا سانپ (جس کے زہر کی کثرت اور شدت کی وجہ سے اس کے سر کے بال بھی جاتے رہے ہوں) بنا دیا جائے گا۔ جس کے منہ کے نیچے دو نقطے ہوں گے۔ (یہ بھی زہر کی زیادتی کی علامت ہے) اور وہ سانپ اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا جو اس شخص کے دونوں جبڑے پکڑ لے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ بالکل حق بات ہے کہ جس مال میں سے اللہ کے حق ادا نہ ہوتے ہوں تو وہ مال گنجا سانپ بن کر قیامت میں اس کے پیچھے لگ جائے گا اور وہ آدمی اس سانپ سے پناہ مانگتا ہو گا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جو ذی رحم اپنے قریبی رشتہ دار سے اس کی ضرورت سے بچے ہوئے مال سے مدد مانگے اور وہ مدد نہ کرے اور بخل کرے تو وہ مال قیامت کے دن سانپ بن کر اس کو طوق پہنا دیا جائے گا۔ وہ شخص اس سانپ سے کہے گا کہ تو نے میرا پیچھا کیوں کیا وہ کہے گا۔ کہ میں تیرا مال ہوں۔ دنیا میں تو نے مجھے خوب جوڑ جوڑ کر رکھا اور اللہ کی راہ میں صرف نہ کیا آج میں وہی تیرا مال سانپ بن کر تیرے گلے کا ہار بن گیا ہوں۔ سورۃ توبہ کے پانچویں رکوع میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے خزانہ کے طور پر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ ان کو بڑے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے (وہ اس دن ہو گا جس دن ان کو (سونے چاندی کو) اول جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں پہلوؤں اور پشتوں کو داغ دیا جائیگا اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا۔ اب اس کا مزہ چکھو جس کو جمع کر کے رکھا تھا۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ سونا چاندی جمع کرنے کا تو یہ حشر ہے کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں آپ یہ بھی ارشاد فرما دیجئے کہ بہترین مال کیا ہے جس کو خزانہ کے طور پر جمع کر کے رکھیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، اللہ کا شکر کرنے والا دل اور نیک بیوی جو آخرت کے کاموں میں مدد دیتی رہے۔ جس کو دیکھ

کر ہی راضی ہو جائے۔ جب اس کو کوئی حکم کیا جائے۔ فوراً اطاعت کرے اور جب خاوند غائب ہو (سفر وغیرہ میں) تو وہ اپنی اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔ حضرت ابوامامہؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص سونا چاندی چھوڑ کر مر جاتے اس کا قیامت کے دن بدن داغ دیا جاتے گا بعد میں چاہے جہنم میں جائے یا مغفرت ہو جائے حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اغنیاء کے مالوں میں وہ مقدار فرض کر دی ہے جو ان کے فقراء کو کافی ہے فقراء کو بھوکے یا ننگے ہونے کی مشقت صرف اس وجہ سے پڑتی ہے کہ اغنیاء ان کو دیتے نہیں۔ خبردار رہو کہ حق تعالیٰ شانہ، قیامت کے دن ان اغنیاء کو سخت عذاب دیں گے۔

حضرت بلالؓ سے نقل کیا گیا کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے فقر کی حالت میں ملو۔ تونگری کی حالت میں نہ ملو۔ انہوں نے عرض کیا اس کی کیا صورت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب کہیں سے کچھ میسر ہو اس کو چھپا کر نہ رکھو۔ مانگنے والے سے انکار نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا یہی ہے اور یہ نہ ہو تو جہنم ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ بھی انہیں حضرات میں ہیں جن کا مسلک یہ ہے کہ روپیہ پیسہ بالکل رکھنے کی چیز نہیں ہے۔ ایک درم جہنم کا ایک داغ ہے اور دو درم دو داغ ہیں۔ ایک مرتبہ حبیب بن سلمہ نے جو شام کے امیر تھے۔ حضرت ابوذرؓ کے پاس تین سو دینار (اشرفیاں) بھیجے اور عرض کیا کہ ان کو اپنی ضروریات میں صرف کر لیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے واپس فرما دیئے اور یہ فرما دیا کہ ہمونا میں اللہ جل شانہ کے ساتھ دھوکہ کھانے والا میرے سوا کوئی نہ ملا (یعنی دنیا کی اتنی بڑی مقدار اپنے پاس رکھنا۔ اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا ہے اور یہی اللہ کے ساتھ دھوکہ ہے کہ اس کے عذاب سے آدمی بے فکر ہو جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ اس کے بعد حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا، مجھے صرف تھوڑا سا سایہ چاہیے جس میں اپنے کو چھپا لوں اور تین بکریاں جن کے دودھ پر ہم سب گزر کر لیں اور ایک باندی جو اپنی خدمت کا احسان ہم پر کر دے۔ اس سے زائد جو ہو مجھے اس کے اندر اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ قیامت کے دن دو درم والا ایک درم والے کی نسبت زیادہ قید میں ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس تھا کہ ان کا روزینہ بیت المال سے آیا۔ ایک باندی ان کے پاس تھی جو اس میں سے ضروری چیزیں خرید کر لائی اس کے بعد سات درم ان کے پاس بچے۔ فرمانے لگے کہ اس کے پیسے لاؤ۔ (تاکہ تقسیم کر دیں) میں نے کہا ان کو اپنے پاس رہنے دو کوئی ضرورت پیش آ جائے، کوئی مہمان آ جائے۔ فرمایا مجھ سے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ طے شدہ بات فرمائی تھی کہ جس سونے یا چاندی کو باندھ کر رکھا جائے گا وہ اپنے مالک پر آگ کی چنگاری ہے جب تک کہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہ کر دیا جائے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ حضورؐ سے کوئی سخت حکم سنتے تھے تو جنگل چلے جاتے تھے (کہ اکثر جنگل میں قیام رہتا تھا) ان کے تشریف لے جانے کے بعد اس حکم میں کچھ سہولت پیدا ہو جاتی جس کا ان کو علم نہ ہوتا اس لئے وہ سخت ہی حکم پر قائم رہتے۔ یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کا مسلک اس بارہ میں بہت ہی سخت اور شدت کا ہے باقی اس میں تو شک نہیں کہ زہد کا کمال یہی ہے جو ان کا مسلک تھا اور بہت سے اکابر کا یہی پسندیدہ معمول رہا مگر اس پر نہ تو کسی کو مجبور کیا جا سکتا ہے نہ اس پر عمل نہ کرنے میں جہنمی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے اختیار کرنے کی چیز یہی ہے جس خوش نصیب کو بھی اللہ جل شانہ، اپنے لطف و کرم سے نصیب فرما دے۔ کاش اس گنہگار کو بھی اللہ جل شانہ، ان حضرات زاہدین کے اوصاف جمیلہ کا کچھ حصہ عطا فرما دیتا۔

تمنّائے مدینہ

عبدالمجید اظہر (ہیڈ ماسٹر) لیہ

تمنّا ہے یا رب بُلا لو مدینے　　جہاں لٹتے ہیں رحمتوں کے خزینے
خدایا ہو تُو جن کا حامی و ناصر　　نہیں ڈوبتے اُن کے ہرگز سفینے
الٰہی ہمیں الفتِ مصطفےٰؐ دے　　نہیں چاہتے ہم جہاں کے خزینے
الٰہی ہمیں بھی وہی دیں عطا کر　　جو پھیلایا ہے دین پیارے نبیؐ نے
مَیں قربان جاؤں مدینے پہ یا رب　　جو دیکھوں مدینے کے دلکش نگینے
الٰہی دعا ہے کہ ہو جائیں سب کے　　محمدؐ کی الفت سے معمور سینے
ہمیں آبِ کوثر پلانا محمدؐ　　کہ ہوں گے وہاں نور کے آبگینے
ہو تیرا کرم مجھ پہ یا رب ہمیشہ　　عجب ہیں تیری رحمتوں کے خزینے

زباں پہ ہو ہر وقت نامِ محمدؐ
اسی حال میں پہنچوں اظہر مدینے

آخرت میں مغفرت دلانے والے کام کرو!

محمد شفیع عمر الدین رحیم آباد

حضرت مولینا رومؒ کی یہ نصیحت یاد رکھنے کے قابل ہے

پیشۂ آموز کاندر آخرت
اندر آید دخل کسب و مغفرت

حاصل اس نصیحت کا یہ نکلا کہ ہمیں وہ افعال بجا لاتے رہنا چاہیئے جو آخرت میں ہماری بخشش کا باعث بنیں۔ نیز ان اعمال سے بچنا چاہیئے جو ہماری مغفرت سے محرومی کا ذریعہ بنیں۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝

- الشوریٰ - آیت ۴۷ -

ترجمہ: اس سے پہلے اپنے رب کا حکم مان لو کہ وہ دن آ جائے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ اور نہ تم انکار کر سکوگے۔

یعنی

قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ کے احکام کو مان کر اس کی عبادت میں لگ جاؤ۔ قیامت مقررہ وقت پر آئے گی اور ٹالے سے ٹلے گی نہیں۔ اس دن گنہگار کو کوئی ایسی جگہ نہ ملے گی۔ جہاں وہ پناہ لے سکے۔ گنہگار اس دن اپنے گناہوں کا انکار نہ کر سکیں گے۔

قیامت سے پہلے فکر

مغفرت کے طالب کو چاہیئے کہ قیامت سے پہلے اپنے بچاؤ کی فکر کرلے۔ اور قرآن کریم کے تجویز کردہ لائحہ عمل پر چلے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب - آیت ۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو تاکہ وہ تمہارے اعمال درست کر دے اور تمہارے گناہ معاف کر دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

حاصل

یہ نکلا کہ اعمال کی درستگی، گذشتہ گناہوں کی مغفرت اور آخرت کی کامیابی کے لئے یہ لائحہ عمل ہے:-

۱- ایمان لانا

دل سے یقین کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کو ایمان لانا کہتے ہیں۔

ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ (۱) اللہ تعالیٰ پر (۲) اس کے فرشتوں پر (۳) اس کی کتابوں پر (۴) اس کے رسولوں اور پیغمبروں پر (۵) قیامت کے دن پر (۶) اس بات پر کہ دنیا میں جو کچھ اچھا یا برا ہوتا ہے وہ سب تقدیر سے ہے اور (۷) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے (مشکوٰۃ)

اصطلاح شریعت میں ایمان اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو چیز اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے لے کر آئے۔ نبی کے اعتماد اور بھروسہ پر دل سے اس کی تصدیق کرنا یعنی دل سے سچا جاننا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا یہ تو ایمان ہے اور دین کی کسی ایک چیز کو نہ ماننا اور انکار کرنا کفر ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے ایمان اور کفر کی تعریف یوں فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی تکذیب کر دینے کا نام کفر ہے اور تمام امور میں آپؐ کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے۔

امام غزالی قدس سرہٗ کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان کے فقط ایک دو امر کی تصدیق کافی نہیں۔ بلکہ تمام امور میں رسولؐ اللہ کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے۔

قارون کے دنیاوی ٹھاٹھ کو جب لوگوں نے للچائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا تو اہلِ علم حضرات نے ایمان کی اہمیت ان کو یوں ذہن نشین کرائی۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝ (القصص - آیت ۸۰)

ترجمہ: اور علم والوں نے کہا تم پر افسوس ہے اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک کام کیا۔ مگر صبر کرنے والوں کے سوا وہ نہیں ملا کرتا۔

(ف) یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہ ہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے۔ اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں۔ نادان آدمی دنیا کی آسودگی دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس کی بڑی قسمت ہے۔ اس کی شب و روز کی فکر و تشویش، دردسری اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا۔ کہ دنیا میں کچھ آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ)

ایمان لانے کے بعد اسوۂ حسنہ کے مطابق اعمال صالحہ بجا لانے ضروری ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے بار بار ایمان والوں کو حکم فرمایا ہے کہ ایمان لانے کے بعد اعمال صالح بجا لاتے رہو۔ مثلاً

۱- وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ۔ (ابراہیم - آیت ۲۳)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے تھے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے۔ آپس میں دعائے خیر ان کی سلام ہوگی۔

یعنی ایمان لا کر عمل صالح بجا لانے والے جنت میں جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

(العنکبوت - آیت ۷)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کے گناہوں کو اُن سے دُور کر دیں گے۔ اور انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔

یعنی ایماندار جو اعمال صالح بجا لائینگے ان کے گناہ اللہ تعالےٰ معاف فرمائے گا۔ اور نیکیوں کی اچھی جزا ملے گی جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنّت کا ٹھکانا ہے۔

۳۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝

(العنکبوت - آیت ۸)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم انہیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے۔

یعنی ایمان دار اعمال صالح بجا لانے والوں کے نام نیکوں کی فہرست میں شامل کر لئے جائیں گے۔

۴۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الحجرات - آیت ۲۹)

ترجمہ: اللہ نے ان میں سے ایمانداروں اور نیک کام کرنے والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

یعنی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ اعمال صالح بجا لانے والے مومنوں کے لئے ہے۔

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

(البینۃ - آیت ۸)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ ان سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

یعنی نیک عمل بجا لانے والے مومن بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کے لئے جنّت ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سے خوش ہے۔

حاصل کلام

ایمان صحیح اعتقاد اور عمل صالح کے بجا لانے کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔

۲۔ تقوےٰ اور پرہیزگاری

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ متّقی وہ ایمان والے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک نہ کرے اور اس کے احکام بجا لائیں۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ متّقی وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے دُور رہیں۔ اور اس کے مقرر کردہ فرائض بجا لائیں۔ (ابن کثیرؒ)

حضرت عمرؓ نے اُبیؓ بن کعب سے سے تقویٰ کی حقیقت دریافت کی تو یہ جواب دیا کہ اے امیر المومنینؓ! کیا آپ کسی پرُخار راستہ سے گذرے ہیں۔ فرمایا۔ کیوں نہیں۔ ابی کعب نے کہا۔ کہ اے امیر المومنینؓ! پھر آپ نے اس وقت کیا کیا؟ فرمایا۔ مَیں نے دامن چڑھائے۔ بچا بچا کر قدم رکھے۔ کانٹوں سے بچنے کے لئے اپنی تمام جد و جہد کو خرچ کر ڈالا۔ اُبی بن کعب نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ! بس یہی تقوےٰ ہے یعنی حق جل و علا کی معصیت اور نافرمانی سے بچنے کے لئے اپنی پوری ہمّت اور طاقت خرچ کر دینے کا نام تقوےٰ ہے۔" (معارف القرآن)

تقویٰ سے دارین کی کامیابی مل سکتی ہے۔

۱۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(البقرہ - آیت ۸۹)

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

۲۔ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ

(النساء - آیت ۷۷)

ترجمہ: اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے۔

۳۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (یوسف - آیت ۱۰۹)

ترجمہ: اور البتہ آخرت کا گھر پرہیز کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے؟

۴۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ (الرعد - آیت ۳۵)

ترجمہ: اس جنّت کا حال جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں جس کے میوے اور سائے ہمیشہ رہیں گے۔ پرہیزگاروں کا انجام اچھا ہے اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

۳۔ ٹھیک بات کیا کرو

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں توحید کا اقرار کرنا (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا) ٹھیک بات ہے۔

بقول دوسرے حضرات سچّی بات کو ٹھیک بات کہتے ہیں۔

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا سیدھی بات کو ٹھیک بات کہا جاتا ہے۔ (ابن کثیرؒ)

بات ہمیشہ راست، درست اور صحیح کہنی چاہیئے۔

حدیث: سچ بولنا نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نیکی جنّت کا راستہ دکھاتی ہے۔ (ریاض الصالحین)

حدیث: عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ نجات کا کیا ذریعہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اپنے گھر میں پڑے رہو اور اپنے گناہوں پر روؤ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی زبان پر جھوٹی بات نہ لائیں۔ گلہ۔ غیبت، بہتان اور فضول باتوں سے بچیں۔ بات صاف، سیدھی اور سچّی کہیں۔ اپنے گھر میں رُکے رہنے سے مراد یہ ہے کہ بُری سوسائٹی اور مجالس میں شرکت نہ کریں۔ اور اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں۔ توبہ اور استغفار کو اپنا شعار بنائیں۔

حدیث: آدم کا بیٹا جب صبح (نیند سے) اٹھتا ہے تو جسم کے سب اعضاً زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈر۔ اس لئے ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر تُو ٹھیک رہے گی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے اور اگر تُو کجروی اختیار کرے گی تو ہم بھی کجرو ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: اسلام کی خوبی یہ ہے کہ آدمی بے فائدہ کاموں کو ترک کر دے۔

لہذا بات کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ سوچ سمجھ کر لفظ منہ سے

نکالنا چاہئے۔ زبان پر قابو رکھنے سے بندہ بہت سے گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

رجوع الی اور اتباع قرآن

وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ وَ اِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (الزمر۔ آیت ۵۴ تا ۵۹)

ترجمہ: اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر تمہیں مدد نہ مل سکے اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہیں کوئی نفس کہنے لگے۔ ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی۔ اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ یا یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔ یا کہنے لگے جس وقت عذاب کو دیکھے گا کہ کاش مجھے میسر ہو واپس لوٹنا تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں۔

حاصل

یہ نکلا کہ (۱) کفر و عصیان کی راہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو (۲) اس کی حکم برداری کرو۔ اس کے اوامر اور نواہی پر چلو۔ (۳) موت کی گھڑی اچانک آئے گی اس لئے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے اور سابقہ گناہوں سے معافی مانگنے میں دیر نہ کرو۔ ٹال مٹول سے کام نہ لو (۴) قرآن کریم کا پیش کردہ پروگرام بہترین ہے۔ اس پر عمل کر کے دارین کی بھلائیاں سمیٹ لو۔ (۵) جب عذاب کی گھڑی سر پر آ کھڑی ہوئی تو سوائے حسرت و ندامت کے کچھ بن نہ پڑے گی مگر یہ حسرت و ندامت سودمند نہ ہو گی۔

خشیتِ الٰہی

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّ اَجْرٍ کَرِیْمٍ ۝ (یٰسٓ۔ آیت ۱۱)

ترجمہ: بے شک آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے۔ پس خوشخبری دے دو اس کو اجر کی جو عزت والا ہے۔

حاشیہ
حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"یعنی ڈرانے کا فائدہ اُسی کے حق میں ظاہر ہوتا ہے جو نصیحت مان کر اُس پر چلے اور اللہ کا ڈر دل میں رکھتا ہو۔ جس کو خدا کا ڈر نہیں۔ نہ نصیحت کی کچھ پرواہ۔ وہ نبیؐ کی تنبیہ و تذکیر سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ ایسے لوگ بجائے مغفرت و عزت کے سزا و ذلت کے مستحق ہوں گے آگے اشارہ کرتے ہیں کہ فریقین کی اس عزت و ذلت کا پورا اظہار زندگی کے دوسرے دور میں ہوگا۔ جس کے مبادی موت کے بعد سے شروع ہو جاتے ہیں۔" (باقی آئندہ)

بقیہ: درسِ قرآن

تو جن کو قرآن بھی کہتا ہو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔ جن کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیغام دیتے ہیں اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ۔ تو وہ معیار بنے کہ نہ بنے؟ وہ معیار بن گئے۔

اس لئے قرآن فرماتا ہے۔ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ تم ایمان لے آؤ جیسا کہ ایمان لائے یہ لوگ۔ کون سے لوگ؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ قَالُوْۤا وہ کہتے ہیں جواب میں اَنُؤْمِنُ کیا ہم ایسا ایمان لائیں کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَہَآءُ کہ جیسے یہ جاہل ایمان لائے؟ بلالؓ کو ایمان کا کیا پتہ؟ صہیبؓ رومی کو ایمان کا کیا پتہ؟ زیدؓ کو ایمان کا کیا پتہ؟ یہ تو غلام ہیں، کمزور لوگ ہیں، اَن پڑھ لوگ ہیں، ان کو کیا پتہ؟ ہم ریسرچ کریں گے۔ مدینے کے لوگ ہیں ہم تحقیق کریں گے ہمارا ایمان محققانہ ہے۔ ہمارا ایمان ماڈل ایمان ہے۔

ماڈل ۔۔۔ آج کل ایک اصطلاح نکلی ہے ماڈل ایمان ۔۔۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہو نہ ہو، ماڈل ہو، اُس پر ماڈل کی مہر لگی ہو۔ استغفراللہ! اللہ مسلمانوں کو بچائے۔ مسلمان کا ذہن بڑا سخت بدل چکا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے بھائی! آج مسلمان اگر قرآن بھی پڑھتا ہے تو وہ بھی انگریزی میں پڑھتا ہے۔ میں نے اکثر دوستوں کو دیکھا کہ وہ قرآن کا ترجمہ پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ انگریزی ترجمہ پڑھتے ہیں ۔۔۔ حضرت لاہوریؒ کا نہیں پڑھیں گے حضرت تھانویؒ کا نہیں پڑھیں گے اور ابوالکلام آزادؔ کا نہیں پڑھیں گے۔ کسی اللہ کے نیک بندے کا نہیں پڑھیں گے وہ ترجمہ بھی انگریزی الفاظ میں ہی پڑھیں گے۔ قرآن کو بھی وہ انگریزی رُوپ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو پھر وہ "لائف"، کیوں نہ پڑھیں؟ "ٹائمز" کیوں نہ پڑھیں؟ پھر اگر اُن کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین آئے تو کون سی بڑی بات ہے؟

تو قرآن نے جواب میں فرمایا۔ اَلَاۤ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَہَآءُ یاد رکھو یہی جاہل ہیں جو فائدے کی بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ وَ لٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ لیکن یہ جانتے نہیں کہ جہالت کس کو کہتے ہیں جاہل تو یہ ہیں۔ جو آدمی شام کو اپنے گھر چلا جائے وہ جاہل ہے؟ یا وہ جاہل ہے جو سارے شہر کا چکر لگاتا رہے۔ پوچھئے کیوں بھائی؟ "جی میرا گھر گم ہو گیا ہے شہر کے سارے گھر مجھے معلوم ہیں مگر اپنے گھر کا پتہ نہیں"۔ اور ایک آدمی کہتا ہے کہ مجھے شہر کے کسی گھر کا پتہ نہیں ہے، مجھے اپنے گھر کا پتہ ہے، مسجد کا پتہ ہے اور اپنے دفتر کا پتہ ہے صبح اٹھتا ہوں اپنے گھر سے تو چلا جاتا ہوں دفتر۔ مسجد میں آ کر نماز پڑھ چھوڑتا ہوں اور شام کو اپنے بال بچوں میں آ جاتا ہوں"۔ تو ان میں سے کون سا آدمی عقلمند ہے؟ وہ جو ساری فیکٹری میں چکّر لگاتا ہے نہ گھر کا پتہ ہے نہ مسجد کا پتہ، نہ دفتر کا پتہ، کہتا ہے جی آج میں نے آٹھ میل واک کیا ہے۔ "ارے دفتر بھی گئے کہ نہیں؟" "نہیں دفتر کا نہیں پتہ۔" "گھر بھی گئے ہو یا نہیں؟" "نہیں مجھے گھر بھول ہی گیا ہے۔" "ارے مسجد بھی گئے ہو یا نہیں؟" خیر مسجد کی تو ضرورت ہی نہیں مسلمانوں کو۔

تو فرمایا کہ لَا یَعْلَمُوْنَ یہ بات کو جانتے نہیں کہ علم کسے کہتے ہیں، ہدایت کسے کہتے ہیں، ایمان کسے کہتے ہیں۔ ۔۔۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (باقی آئندہ)

تبصرہ

حافظ نور محمد انور

نام کتاب: قصاص سیدنا عثمانؓ و تکمیل بیعت رضوان
تصنیف: محمد سلطان نظامی
صفحات: ۳۰۴۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ نیوز
قیمت: تین روپے علاوہ محصولڈاک۔
ناشر: شرکتِ ادبیہ پنجاب۔ شاہی محلہ لاہور

•

اس کتاب میں نظامی صاحب نے قصاص سیدنا عثمانؓ اور بیعت رضوان پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ اس سے قبل اس موضوع پر ہماری نظر سے کوئی کتاب نہیں گذری۔

سیرت سیدنا عثمانؓ و شہادتِ سیدنا عثمانؓ پر تو مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری دو جلدوں میں مفصّل و مدلّل کتاب لکھ کر شائع کر چکے ہیں اور یہ دونوں کتابیں ملک میں کافی مقبول بھی ہو چکی ہیں کیونکہ بخاری صاحب سے قبل اس موضوع پر بھی کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔ نظامی صاحب نے بھی قرآن و حدیث اور مسلکِ صحابہؓ کی روشنی میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ بیعتِ رضوان ہی کی تکمیل کے مقصدِ عظیم کے لئے شہید ہوئے کتاب کے صفحہ ۲۵۵ پر سیدنا حضرت علیؓ کا وہ بصیرت افروز خطبہ درج ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سیدنا علیؓ بھی قصاص سیدنا حضرت عثمانؓ اور تکمیل بیعتِ رضوان کو فرض سمجھتے تھے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ جب سیدنا حضرت علیؓ و سیدنا حضرت معاویہؓ کے درمیان قرآن و سنت پر فیصلہ ہو گیا تو ان دونوں حضرات نے قاتلینِ عثمانؓ کو چن چن کر قتل کیا۔ یہ سب سازشیں مفسدین کی تھیں۔ مفسدین نے جب دیکھا کہ قصاص سیدنا حضرت عثمانؓ کے سلسلہ میں سیدنا حضرت علیؓ، سیدنا حضرت معاویہؓ اور سیدنا حضرت عمر بن العاصؓ نہایت سرگرمی سے حصّہ لے رہے ہیں۔ تو ایک منظم سازش کے تحت ان تینوں حضرات کو قتل کرنے کی ٹھان لی۔ ان کی اس ناپاک سازش سے سیدنا حضرت علیؓ عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ برک بن عبداللہ تمیمی کے ہاتھوں سیدنا معاویہؓ زخمی ہوئے اور عمر بن بکر تمیمی نے عمر بن العاصؓ کو قتل کرنا چاہا۔ مگر اتفاقاً اس روز ان کی جگہ امامت کے فرائض ایک اور بزرگ انجام دے رہے تھے اس کمبخت نے ان کو شہید کر ڈالا۔ الغرض یہ کتاب نہایت مدلّل اور پُراز معلومات ہے۔

نوٹ: اس تبصرے میں جن دو کتابوں سیرت سیدنا عثمانؓ و شہادت سیدنا عثمانؓ کا ذکر آیا ہے ان کے دونوں حصّے مجلد فی حصّہ پانچ روپے اور دو حصّے دس روپے ہیں علاوہ محصولڈاک "دارالتصنیف والاشاعت ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے مل سکتے ہیں۔

نام کتاب: آدابِ معاشرہ
تصنیف: حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ و اضافہ: حکیم محمد صادق صدیقی
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ : ۱۰۰ صفحات : قیمت ایک روپیہ
ملنے کا پتہ: فردوس میڈیکو ایف ۱۱ [illegible] کابلی مل لاہور

اس کتاب میں امام غزالی [illegible] صاحب احیاء العلوم کے [illegible] معاشرہ کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ مسلمان بچے اور بچیاں حقوق والدین، حقوق ہمسایہ اور حقوق استاد سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ ہر فصل کے شروع میں تمام مضمون کا نچوڑ لکھ دیا گیا ہے اور اعادے کے طور پر فصل کے آخر میں سوالات بھی درج کئے گئے ہیں۔ تاکہ بچوں کو مطالعہ میں غور و خوض کا موقع مل سکے مترجم نے بڑی محنت سے کتاب کے آخر میں اُن راویانِ حدیث کے حالات بھی سپردِ قلم کر دیئے ہیں۔ جن کی روایت کردہ احادیث کتاب میں جمع کی گئی ہیں مسلمان بچوں کو اخلاقِ اسلامی سکھانے میں یہ کتاب بے حد مفید ہے۔ محکمہ تعلیم لاہور ریجن نے اس کتاب کو مدارس کی لائبریری کے لئے بھی منظور فرمایا ہے۔ امید ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان یہ کتاب اپنے بچوں کو پڑھائیں گے۔

نام کتاب: بچوں کے لئے قرآن
تصنیف: ڈاکٹر عبدالرؤف بی۔ اے آنرز (عربی) ایم۔ اے (فلسفہ) ایم۔ اے (نفسیات) بی۔ ڈی سارٹیفکیٹ ان فرنچ۔ ڈپلومہ ان فرنچ سارٹیفکیٹ ان سپینش۔ پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ان اسلامک سٹڈیز پی ایچ۔ ڈی (لنڈن) ڈائریکٹر ویسٹ پاکستان بیورو آف ایجوکیشن لاہور
صفحات: ۱۱۶۔ کتابت طباعت آفسٹ سہ رنگہ کاغذ سفید۔ ہدیہ مجلد دو روپے پچھتر پیسے غیر مجلد ایک روپیہ پچھتر پیسے
ناشر: ویسٹ پاکستان پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ ۵۶۔ ای گلبرگ۔ لاہور

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں بچوں کی زندگی کے مختلف شعبوں میں کام آنے والی آسان آسان قرآنی آیات اور ان کا لفظی اور سلیس ترجمہ دیا گیا ہے پہلا باب خدا اور اس کے بندوں سے متعلق ہے۔ دوسرے باب میں اسلام اور مسلمان کا قرآنی تصور پیش کیا گیا ہے تیسرے باب کا عنوان اچھے کام اور اچھی باتیں اور چوتھے باب میں بُرے کام اور بُری باتوں کا ذکر ہے۔ آخر میں چند قرآنی دعاؤں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بچوں کی نفسیات کے ماہر ہیں اور بچوں کی رہنمائی کے لئے کئی کتابیں آسان سلیس زبان میں تصنیف فرما چکے ہیں آج کل کے عام بچوں کا رجحان نیک باتوں کی طرف نہ صرف کم ہے بلکہ وہ دینی امور سے بالکل ہی بے بہرہ ہیں۔ والدین انہیں مکتب کی طرف بھیجتے ہیں اور وہ فلم بینی اور فضول کاموں میں سارا دن ضائع کر دیتے ہیں۔ اور معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ کہ طلباء بالغ ہو کر بھی نماز، روزہ اور دیگر دینی اور ضروری مسائل سے ناآشنا رہتے ہیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ بچوں میں دینی شعور اور سمجھ پیدا کرنے کے لئے انہیں ابتداء ہی سے قرآن و سنت کی تعلیمات سے بہرہ ور کیا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اسی نقطۂ نگاہ کے پیش نظر یہ سعیٔ مشکور فرمائی ہے — ہماری رائے میں یہ کتاب اس سلسلے کی ایک حسین کڑی [illegible] کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی۔ اس کتاب کا بچوں والے ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔

نام کتاب: تقسیم وراثت مجمل
مرتب: ملک بشیر احمد بگوی بی۔ ایس۔ سی سول انجنیئرنگ
صفحات: ۱۳۲ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید کتابت طباعت اعلیٰ
قیمت: ایک روپیہ
ملنے کا پتہ: از مطبوعات انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور
ملنے کا پتہ: تعمیری کتب خانہ اردو بازار راولپنڈی

اس کتاب میں نامور علمائے کرام و ماہرین قانون کی آراء، تقسیم وراثت سے متعلق ضروری مسائل تقسیم وراثت مجمل کی خصوصیات، وارثوں میں تقسیم جائیداد کا طریقہ، جدول تقسیم وراثت بمطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور وراثت سے متعلق دیگر ضروری امور و مسائل پوری تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ کتاب کے آخری صفحات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارک اور دیگر دینی مسائل کے علاوہ چند طبّی نسخے بھی درج ہیں۔

مرتب کو خدا جزائے خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں کافی محنت کی ہے — اللہ تعالےٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے۔

مرتب نے خزینۃ المیراث از مولانا محمد فتح الدین خوشابی، رسالۃ المیراث و مفید الوارثین از مولانا سید اصغر حسینؒ دیوبندی، تسہیل المیراث از مولانا رشید احمد خیرپوری، مال میراث میں حکم شریعت اور اختیار رواج کی سزا از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری۔ آئین وراثت از قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب۔ سراجی از شیخ سراج دینؒ محمد عبدالرشید، فتاویٰ ہندیہ ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ از علامہ امیر علی، اسلامی قانون وراثت از مولانا پیر غلام دستگیر نامیؒ، جامع الاحکام فی فقہ اسلام از آنریبل امیر علی ایم اے۔ فقہ اسلامی از شیخ شوکت محمود ایم۔ اے۔ قانون میراث اسلامیہ پاکستان از ذکاء اللہ، فقہ اسلامیہ از سر ڈی۔ ایف۔ مُلّا اور قانون اسلامیہ از عزیز احمد بی۔ ایل۔ ڈی سے استفادہ حاصل کیا ہے۔

ماہر قانون کی تصدیق شدہ یہ کتاب علمائے کرام، جج صاحبان، وکلاء حضرات، طلباء اور عوام کے لئے بے حد مفید ہے۔ ہر پڑھے لکھے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

مراسلہ — ایم عبدالرحمان لودھیانوی، شیخوپورہ

سوانح

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مرتبہ: ملا واحدی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی اور ہندوستان کے نہیں، بلکہ دنیائے اسلام کے ممتاز ترین علماؒ میں سے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے وقت کے امام تھے۔ حضرت شاہ صاحب غزالیؒ۔ رازیؒ اور ابن رشدؒ کی صف کے آدمی ہیں۔ شاہ صاحبؒ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے فتاویٰ عالمگیری کی تیاری میں شرکت کی تھی۔

شاہ عبدالرحیم صاحبؒ میر زاہد جیسے شاگردوں کے استاد تھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے فرزند خواجہ خوردؒ کے فیض یافتہ اور شیخ آدم بنوریؒ کے مرید تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہندوستان کے پہلے اور دنیا کے دوسرے یا تیسرے مسلمان ہیں جنہیں قرآن مجید کے فارسی ترجمہ کا خیال آیا۔ شاہ صاحب کے منجھلے بیٹے مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے قرآن شریف کا اردو ترجمہ کیا۔ (لفظی ترجمہ تحت اللفظ) شاہ صاحب کے دوسرے بیٹے مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآن مجید کا بامحاورہ اردو ترجمہ کیا۔ جو اس وقت رائج تھا۔

عجیب و غریب خاندان تھا۔ باپ بھی عالم دادا بھی عالم خود بھی عالم، بیٹے اور پوتے بھی عالم اور سب غیر معمولی عالم، تھے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ شاہ صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ انہوں نے درس و تدریس کی طرف زیادہ توجہ دی اگر تصنیف و تالیف کی طرف توجہ کرتے تو خدا معلوم کیا ہوتے۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی ذہانت اور قابلیت کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا۔ انہوں نے انتیسویں، اور تیسویں سیپاروں کی تفسیر لکھی ہے جو تفسیر عزیزی کے نام سے مشہور ہے۔

شاہ ولی اللہ کے چوتھے بیٹے شاہ عبدالغنی صاحبؒ تھے یہ بڑے بھائیوں کے برابر مشہور نہیں ہیں۔

شاہ عبدالغنی صاحب کے فرزند مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ نے باپ کی شہرت کی کمی کو پورا کر دیا۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ شاہ ولی اللہ کے پوتے تھے۔ جنہوں نے خاندان کو چار چاند لگا دیئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کا وطن پھلت ضلع مظفر نگر تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی ولادت دہلی میں ہوئی ۱۷۰۳ء میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی رحلت سے چار سال قبل۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر باسٹھ سال تھی

شاہ ولی اللہ صاحب سات برس کے تھے کہ قرآن مجید ختم کر لیا۔ ۱۳ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور دوسروں کو پڑھانے لگے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے دو دفعہ حج کیا۔ سفر حج کے دوران میں حضرت شیخ ابوطاہر محدثؒ سے حدیث کی سند لی شیخ ابوطاہرؒ کہا کرتے تھے کہ ولی اللہ نے مجھ سے الفاظ کی سند لی ہے۔ میں ان سے معانی کی سند لیتا ہوں۔"

نواب صدیق حسن کی رائے ہے "اگر وجود او در صدر اول دور و در زمانہ ماضی مے بود، امام الائمہ تاج المجتہدین شمردہ مے شد،"

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔ ابن تیمیہ اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود ان ہی کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزل ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہ تھی کہ پھر کوئی صاحب دل و دماغ پیدا ہو گا۔ لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھانا تھا کہ اخیر زمانے میں جبکہ اسلام نفس باز پسین تھا۔ شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا کر دیا۔ جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔

اورنگ زیب کے بوڑھے اور کمزور جانشین کی پانچ سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا تو شاہ ولی اللہ اس وقت نو برس کے تھے۔

اورنگ زیب کی خوبیوں اور اس کے عہد حکومت کا حال شاہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے سنا اور اورنگ زیب کے بعد بادشاہوں کو آنکھوں سے دیکھا۔

جہانگیر اور شاہجہاں کے پُرسکون دور نے مسلمانوں پر مدہوشی طاری کر دی تھی۔ اورنگ زیب نے انہیں جھنجھوڑا۔ اورنگ زیب کے بعد مسلمان یا تو عیش کرتے تھے یا آپس میں لڑتے تھے یا بادشاہ کو تگنی کا ناچ نچاتے تھے۔

سید حسین اور سید عبداللہ دو بھائیوں نے بادشاہ گری کی بنیاد رکھی وہ مر گئے تو مرہٹوں نے بادشاہ گری کی پھر انگریزوں نے جسے چاہا بادشاہ بنایا۔ پھر باہر کے دو بہادر مسلمانوں نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی اورنگ زیب کے جانشینوں پر حملہ آور ہوئے لیکن ہندوستان کی حکومت سنبھالنے کی بجائے لوٹ مار مچا کر چل دیئے۔

مسلمانوں کی بغاوتیں، راجپوتوں کا خروج، سکھوں کا ابھار مرہٹوں کی سازشیں کا ابھار مرہٹوں کی سازشیں اور فرنگیوں کی چالیں سب شاہ ولی اللہ صاحب کی نظر سے گزریں۔

شاہ صاحب نے محسوس کیا کہ مغلوں کی سلطنت ڈوب رہی ہے اور سلطنت کے ساتھ مسلمانوں کا دین خطرے میں ہے اورنگ زیب کے جانشین سلطنت کو نہیں سنبھال سکے مگر شاہ ولی اللہ صاحب نے عام مسلمانوں کے اندر اسلامی سلطنت قائم کرنے کا جذبہ پیدا کیا اور مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی طرف از سرنو متوجہ کیا۔

عربی زبان سے بے بہرہ ہو جانے کے سبب عام مسلمان قرآن مجید کو ریشمی کپڑوں میں لپیٹنے کی کتاب تصور کر چکے تھے (طاقوں کی سجاوٹ کی کتاب)

علماء آج کل کے ججوں کی طرح صرف محمڈن لاء جانتے تھے علماء نے بس فقہ کو پکڑ رکھا تھا۔ رُوحانی اور اخلاقی کیفیت مشائخ تک میں مفقود تھی۔ بڑے بڑے علماء کو قرآن و حدیث سے براہ راست کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ وہ فقہ کی کتابیں پڑھ لینا ہی کافی سمجھتے تھے۔"

شاہ ولی اللہ صاحب نے کلام پاک کا فارسی میں ترجمہ کر کے بتایا کہ ہدایت کی اصلی کتاب یہ ہے۔ حدیث کی طرف ہندوستانی مسلمانوں کو متوجہ کرنے والے پہلے بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ تھے۔ دوسرے حضرت شاہ ولی اللہؒ۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف نے مسلمانوں میں حرکت رونما کر دی۔ شاہ صاحب کی نظر اسلام کے نظری اور عملی دونوں پہلوؤں پر تھی۔ شاہ صاحب دُنیا کو دین سے خارج اور الگ نہیں مانتے تھے جو بیج شاہ صاحب نے بویا تھا وہ ان کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کی تعلیمات سے متاثر مولانا سید احمدؒ بریلوی کے ہاتھوں پھل لایا۔

دیوبند اور علی گڑھ کے راستے بظاہر مختلف تھے۔ منزل مگر دیوبند اور علیگڑھ کی ایک تھی۔ مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی اور علیگڑھ کالج کے بانی سرسید احمد خاں دونوں ایک استاد مولانا مملوک علی صاحبؒ کے شاگرد تھے۔ اور مولانا مملوک علی صاحبؒ شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے خوشہ چین تھے۔

دیوبند کا ہر تعلیم یافتہ انگریز کی غلامی سے بیزار رہا۔ دیوبندی علماء انقلابی قوتوں سے تعاون کر کے انگریزوں کو رخصت کرنا چاہتے تھے۔

پاکستان اسی خواب کی تعبیر ہے جو علامہ اقبالؒ سے قبل حضرت شاہ ولی اللہؒ نے دیکھا تھا۔ شاہ صاحب مسلمان علماء کے اختلاف کے خلاف تھے شاہ صاحبؒ نے تمام مختلف فیہ مسائل کا حل نکال لیا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی ذات میں ملا اور صوفی کو سمو دیا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑھ کر مقصد سے دُور ہو جانے کا نتیجہ شاہ صاحبؒ جانتے تھے۔

مسلمانوں کی ایک سلطنت کے بدلے کئی سلطنتیں، مسلمانوں کے ایک مسلک کے بدلے کئی مسلک، ایک دین کی بجائے بے شمار دین، سلطنتوں کا ایک دوسرے سے عدم اشتراک، خیالات و عقائد کی دھڑے بندیاں، اللہ کی حکومت کی بجائے اپنی حکومت، اللہ کی تعلیمات کی بجائے اپنی تعلیمات، یہی مسلمانوں کے زوال کے اسباب تھے

شاہ ولی اللہؒ نے ان اسباب کو مٹا کر اور مسلمانوں کا انتشار ختم کر کے اللہ کی حکومت ازسرِنو قائم کرنے کے خواہاں تھے۔

شاہ ولی اللہؒ کے دادا شیخ وجیہہ الدینؒ عالم بھی تھے اور سپاہی بھی، اُن کی تلوار ان کے قلم پر غالب رہی۔ شاہ ولی اللہؒ کے والد شاہ صاحب کو دادا کی شجاعت کے واقعات سناتے رہتے تھے۔

شاہ ولی اللہؒ نے مختصر سی عمر میں علمی تصنیفات کا انبار لگا دیا۔ تفسیر حدیث، فقہ، تصوّف جملہ مضامین پر شاہ صاحب کی کتابیں موجود ہیں۔

شاہ صاحبؒ قرآن مجید کی آیتوں اور سُورتوں کے شان نزول کو نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ بلکہ آیتوں اور سُورتوں کو شان نزول کے ساتھ محدود کر دینا غلط قرار دیتے تھے۔

شاہ صاحبؒ جب کلام اللہ کے مفہوم کی وسعت پر ایمان رکھتے تھے اور ہر زمانے میں اس سے بالکل اسی طرح کام لینے اور فائدہ اٹھانے کے قائل تھے جس طرح عین نزول کیوقت اس سے کام لیا گیا اور فائدہ اٹھایا گیا۔ قصّوں اور اسرائیلی روایتوں میں اُلجھ کر قرآن مجید کا حقیقی مفہوم کھو دینے کے شاہ صاحبؒ سخت مخالف تھے۔

انبیائے سابقین کی وہ باتیں جن کا ذکر احادیثِ صحیح میں نہیں ہے۔ شاہ صاحبؒ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

شاہ صاحبؒ قرآن کو قرآن کا مقام دیتے ہیں، حدیث کو حدیث کا مقام فِقہ پڑھ کر انسان قاضی اور مفتی بن سکتا ہے۔ لیکن رُوحانی اور اخلاقی اصلاح قرآنِ مجید اور اسوۂ رسولؐ کی پوری پیروی ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

شاہ صاحبؒ نے اجتہاد کا بند دروازہ کھول دیا لیکن شاہ صاحبؒ ہر کس و ناکس سے نہیں کہتے کہ اجتہاد کرنا شروع کر دے۔ اجتہاد کے لئے شاہ صاحب نے شرطیں بتائی ہیں۔ ہر عالم بھی اجتہاد نہیں کر سکتا۔ عوام کو تو تقلید کے سوا چارہ کیا ہے؟ شاہ صاحبؒ صوفی تھے مگر کسی ایک سلسلہ کے پابند نہ تھے۔ جس طرح دوسرے ہوا کرتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ کا "خُذْ مَا صَفَا، دَعْ مَا کَدَرْ" پر عمل تھا۔ شاہ صاحبؒ نے فتنہ و فساد کا زمانہ پایا تھا۔ ہوش سنبھالنے کے وقت سے انتقال کے وقت تک شاہ صاحبؒ کو ایسے زمانہ سے سابقہ رہا کہ اُسے جتنا بُرا کہا جاتا کم تھا۔ لیکن شاہ صاحب زمانہ کی شکایتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

شاہ صاحبؒ نے زمانہ کی بُرائی کرنے کے خلاف دو حدیثیں نقل فرمائیں ایک حدیث ہے کہ میری اُمّت مثل بارش کے ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ بارش شروع کی اچھی ہو گی یا آخر کی۔ یعنی آخر زمانے میں بھی اچھے مسلمانوں کا وجود ممکن ہے۔"

دوسری حدیث میں ہے "میرے زمانے کے لوگ میرے صحابی ہیں اور میرے بھائی وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے۔"

شاہ ولی اللہؒ زمانے کے رنگ میں رنگے نہیں گئے۔ شاہ صاحبؒ نے زمانہ میں انقلاب برپا کیا۔ اور زمانے کو بدل ڈالا۔ کچھ شاہ صاحبؒ کے اپنے ہاتھوں سے اصلاح ہوئی کچھ شاہ صاحبؒ کے بیٹوں اور پوتوں کے ہاتھوں سے اور کچھ شاہ صاحبؒ کے شاگردوں اور نقشِ قدم پر چلنے والوں کے ہاتھوں سے، شاہ صاحبؒ اور آپ کے پیروؤں نے مسلمانانِ ہند کے دینی و ملّی زوال کا زور توڑ دیا اور زوال پذیر مسلمانانِ ہند کا رُخ عروج کی جانب پھیر دیا۔

شاہ صاحبؒ دہلی کے دِلّی دروازے کے قریب مہدیوں کے قبرستان کی مسجد میں مدفون ہیں۔ شاہ صاحبؒ اور شاہ صاحب کے خاندان والد اور اولاد کے مزارات ایک کٹھرے میں ہیں۔

مہدیوں میں شاہ صاحبؒ اور

بقیہ : اداریہ

پاکستان کی مقدس سرزمین ہندوستانی افواج کے ناپاک وجود سے صاف ہو چکی ہے اور اب جنگ ہندوستان کی سرزمین میں لڑی جا رہی ہے —— بہرحال یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ پاکستانی فوج نے جس پامردی اور سرعت کے ساتھ لاہور کا دفاع کیا ہے وہ ہماری فوج کا بے مثال کارنامہ اور تاریخِ افواج کا روشن ترین باب ہے اور جب اس کی تفاصیل منظرِ عام پر آئیں گی تو انشاء اللہ پاکستانی باشندے فخر کے ساتھ اس کی حکایتیں بیان کیا کریں گے۔

فضائی اور برّی افواج کے کارناموں کے ساتھ ساتھ بحری افواج نے بھی دشمن کی کمر توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور اس نے بھی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دے کر اپنی تاریخ کا آغاز کیا ہے — دوارکا کی بندرگاہ کراچی سے دوسو دس میل کے فاصلہ پر ہندوستانی افواج کا ایک بہت بڑا مرکز اور راڈار اسٹیشن ہے پاکستانی بحری فوج کے ایک جہاز نے ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل گولہ باری کر کے اس اڈہ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ اور جواب میں حملہ کرنے والے بمبار طیاروں میں سے تین طیارے بھی مار گرائے ہیں —— غرض ہندوستان کو ہر محاذ پر سخت ہزیمت سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے اور وہ دن دُور نہیں جب بھارتی سامراج اپنے انجامِ بد کو پہنچ کر رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

آخر میں ہم اپنی افواج کو اُن کے عظیم کارناموں پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اور حق تعالےٰ شانہٗ سے دست بدعا ہیں کہ وہ پاکستان کے ان جیالے فوجی جوانوں اور مدینے والے کی غلامی کا دم بھرنے والے سپاہیوں کو اپنی خصوصی امداد سے نوازے اور ہر حال میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

اس موقع پر ہم ان جانبازو پاکباز شہداء کو بھی خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے اور پاکستان کی حفاظت میں کام آئے۔ اور اب جنت الفردوس میں حیاتِ جاودانی کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آمین!

حافظ الحدیث والقرآن امیر العلماء والصلحاء رأس الاتقیاءؒ
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ کو

صدمہ

پرچہ پریس میں جا رہا تھا کہ رحیم یار خان کے ایک شخص سے معلوم ہوا کہ حضرت درخواستی مدظلہٗ کی صاحبزادی اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اس صدمۂ جانکاہ میں حضرت مدظلہٗ کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور بارگاہِ رب العزّت میں دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین۔

قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے ایصالِ ثواب فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ادارہ)

بقیہ : خطبۂ جمعہ

صحابہؓ کا شوقِ شہادت

ایک صحابی جنگِ اُحد میں انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے ہوئے انگور کھا رہے تھے۔ عزم یہ تھا کہ انگور کھا کر اور طاقتِ جسمانی بڑھا کر معرکہ میں شریک ہوں گے۔ انہوں نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، کہ شہادت کا ثمرہ جنت عُلیا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے انگوروں کی طرف دیکھا، پھر کہا کہ ان کے ختم کرنے میں تو دیر لگے گی۔ بس جنّت کے لئے اتنی تاخیر کیوں کروں۔ یہ کہہ کر انگور پھینک دیئے رزمگاہ میں پہنچے اور جوہرِ شجاعت دکھلاتے ہوئے بزمگاہِ رضوان کو جا سدھارے۔

نقیبِ محمدیؐ

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا حال بھی انہی سے ملتا ہوا ہے۔ دشمن پر حملہ کر رہے تھے کہ ان کا چچیرا بھائی یخنی لے آیا۔ کہا یہ تھوڑی سی پی لو۔ طاقت پا کر زیادہ لڑ سکو گے۔ پیالہ ہاتھ میں لیا۔ دو تین گھونٹ لے کر برتن پھینک دیا کہ مجھے اپنے احباب سے جلد تر ملاقات کرنا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ابدی نعمتوں کے حصول کا یقین تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ہم جام شہادت نوش کرنے کے بعد زندہ جاوید ہو جائیں گے۔ اور اس لئے وہ موت سے ہرگز ہرگز ہراساں نہ ہوتے تھے۔

بقیہ : مسلمان مغلوب کیوں ہے

کوشش لگاتے رہتے ہیں۔

میں ارباب علم وفضل، مخیر حضرات اور قوم کا درد رکھنے والے صاحبان سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ افراد قوم میں صحیح اور راسخ یقین وایمان پیدا کرنے، رسول اللہ کی سنتوں کو زندہ کرنے اور مسلم قوم کے بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کرنے کے احساس کو اُبھارنے کے لئے سر توڑ اور قلم توڑ کوشش کریں، کیونکہ کفر کی تمام قوتیں اسلام کو نیست ونابود کرنے پر تلی ہوئی ہیں ہمیں اُن کے آگے نہیں جھکنا چاہیئے۔
وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ اور نہ جھکو ناانصافوں کے آگے پس تمہیں آگ آلپک لے گی پس ہم بنیان مرصوص بن کر کفر کو روکیں اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا پر عمل کرکے اسلامی تہذیب وتمدن، اسلامی روایات اسلامی تعلیم وتربیت کی اہمیت پر یقین کرکے اور اسلامک کلچر اختیار کرکے باطل قوتوں کے خلاف قولی، فعلی۔ اور عملی جہاد شروع کردیں۔ انشاء اللہ ہم سب پر غالب ہوں گے
وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

بقیہ :- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ صاحبؒ کے والد وعظ، تلقین، اور ہدایت فرمایا کرتے تھے اور درس دیتے تھے۔ ہدایت ہی کی نسبت سے اس جگہ کا نام مہدیاں پڑ گیا۔ یہ ہمیشہ سے قبرستان نہیں تھا۔ یہاں سے لال قلعہ تک سُرنگ کے راستے بیگمات قلعہ شاہ صاحبؒ کی ہدایت سے مستفید ہونے کے لئے آتی تھیں۔

ذہین خاندان کے لڑکے اگر علم پڑھنے لگیں تو آج بھی شاہ صاحبؒ جیسے عالم جنم لے سکتے ہیں۔

تبدیلیٔ پتہ

ادبستان - ناشران وتاجران کتب چوک لکشمی میکلوڈ روڈ
لاہور

اطلاعات و اعلانات

مدرسہ امدادیہ عربیہ تعلیم القرآن کا دوسرا سالانہ جلسہ

مدرسہ امدادیہ عربیہ تعلیم القرآن رجسٹرڈ رسول پورہ بلوکی تحصیل لاہور کا دوسرا سالانہ تبلیغی جلسہ بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ ستمبر ۶۵ء مطابق ۲۷، ۲۸، ۲۹ جمادی الاول منعقد ہونا قرار پایا ہے، جس میں حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتان، مولانا محمد شریف صاحب ملتان، مولانا عبدالرحمن صاحب لاہور، مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی، حضرت مولانا طیب شاہ صاحب، مولانا ممتاز احمد صاحب، مولانا قاری عبدالعزیز صاحب شوقی، مولانا قاری رضی الدین صاحب اور مولانا قاری محمد شریف صاحب تشریف لاکر اہالیان علاقہ کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمائیں گے۔

الداعی۔ جلال الدین میواتی۔ ناظم مدرسہ

معذرت

حضرت مدظلہ نے مجلس ذکر تو منعقد فرمائی۔ مگر ہنگامی حالات اور بلیک آؤٹ کے پیش نظر حاضری کم رہی اس لئے صرف مجلس ذکر ہی منعقد ہوئی۔ حضرت مدظلہ کوئی ارشاد نہ فرما سکے۔ اس لئے مجلس ذکر کا صفحہ تبرک اشاعت نہیں ہو سکا۔ (ادارہ)

صحابہ کرامؓ پر مودودی صاحب کی زہریلی تنقید کا

جواب

فخر اہل سنت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری صدر تنظیم اہلسنت پاکستان لکھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب ایک کتاب کی شکل میں شائع ہو کر منظر عام پر آجائے گا۔ اہل ذوق حضرات دارالتصنیف والاشاعت ۱۴- بی شاہ عالم لاہور کے پتہ پر خط لکھ کر اپنا نام درج کرالیں

مدرسہ عربیہ اسلامیہ ضیاء العلوم ملتان کی شاندار کامیابی

مسلک اہل سنت کی معیاری تعلیم گاہ مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ملتان جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور کی سرپرستی اور حضرت مولانا ضیاء القاسمی حضرت مولانا قائم الدین صاحبان کی زیر نگرانی میں نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے مولانا عبدالغفور علی پوری کی خدمات بھی حاصل کر لی گئی ہیں مقامی طلبہ اور طالبات کے علاوہ کافی تعداد میں مسافر طلبہ زیر تعلیم ہیں، جن کے جملہ اخراجات کا مدرسہ کفیل ہے اس وقت مدرسہ ہذا میں تین استانیاں اور دو مدرس اور دو ملازم کام کر رہے ہیں مدرسہ ہذا کا خرچ چھ صد روپیہ ماہانہ نقد اور گندم کا خرچ اس کے علاوہ ہے، اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ اس ادارہ کی دل کھول کر امداد فرماویں

تبدیلی پتہ

مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ملتان فرید آباد سے بوہڑ گیٹ پرانے دفتر تنظیم اہل سنت میں تبدیل ہو کر آگیا ہے اور حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ کہروڑی نے بھی جامع مسجد مدنی کی خطابت ترک کر دی ہے وہ بھی مدرسہ میں قیام پذیر ہیں احباب ان سے نئے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

بقیہ: درس حدیث

گہرائیوں سے شکر ادا ہو گا اور وہاں وعدہ یہ ہے وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ قسم ہے اگر شکر کرو گے تو ضرور ضرور میں تمہاری نعمت اور زیادہ کروں گا۔ ہر نعمت پر شکر اس کی زیادتی کا سبب ہو گا۔ سکون و اطمینان کے ساتھ دن دونی رات چوگنی ترقی بھی ہو گی۔ حدیث کا آخری جملہ کہ یہ بات اس کی مقدار ہے کہ تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ جانو بہت لطیف اشارہ کر رہا ہے کہ کم حیثیت والوں پر نظر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کا سبب ہے اور اوپر والوں پر نظر ان کی تحقیر کا ذریعہ ہے نظر اعتبار و عبرت کی ہے یہ نظر اختصار۔ یہ ہے وہ گر جو آدمی کو کامل اطمینان اور ہر ترقی سے روشناس کراتا ہے۔ لیکن یہ قاعدہ دنیا کے کاموں کے لئے ہے کیونکہ مسلم شریف کی حدیث ہیں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آیا ہے إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ

جب تم ہیں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال اور حسن اعضاء میں اس سے بڑا ہوا ہے تو وہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھ لے۔ جب بیماروں، اپاہج، معذور لوگوں کو دیکھا جائے گا۔ اپنی سلامتی کی دولت نظر آئے گی جو ہر نعمت کی اصل اصول ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مال حسن و جاہ دنیوی کے بارہ ہیں ہے۔ اور دین کے بارہ ہیں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسے کیسے نیک عمل کر رہے ہیں وہ ہم کو بھی کرنے چاہئیں اور گناہوں سے کس قدر بچتے اور توبہ کر لیتے ہیں۔ ہم کو بھی ہر وقت یہی کرنا چاہیئے۔ مختصر بات یہ ہے کہ دنیا کی باتوں ہیں تو حرص نہایت بری خصلت ہے اور قناعت نہایت مفید، مگر دین اور کمالات کے بارہ ہیں حرص بہترین چیز ہے اور قناعت بہت بری۔ (باقی پھر)

بقیہ: بچوں کا صفحہ

آخر بہت سی مختلف مہموں کے بعد عیسائی اپنی شکست مان گئے اور پناہ کی درخواست کی اور صلاح الدین ایوبی کے سامنے اس چیز کا اعتراف کیا کہ یورپ سے جنگ کے لئے چھ لاکھ عیسائی آگئے تھے مگر ان ہیں سے صرف دس فیصد بچ کر وطن واپس جا سکے اور نوے فیصد کام آئے۔ بہر حال صلاح الدین نے بیت المقدس سے عیسائیوں کی بالا دستی ختم کر دی۔ اور مسلمانوں کی سابقہ شکست کا پورا پورا انتقام لیا۔ اور عیسائیوں کو آئندہ کبھی بھی بیت المقدس پر قبضہ کرنے کی امید نہ رہی۔ صلاح الدین واپس دمشق پہنچا تو بیمار ہو گیا۔ رفتہ رفتہ کمزوری بڑھتی گئی۔ دو ماہ کی علالت کے بعد مسلمانوں کا یہ نجات دہندہ ۲۷ صفر ۵۸۹ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

صلاح الدین ایوبی ایک سچا مسلمان تھا۔ اس نے اپنی زندگی ہیں سینکڑوں قلعے فتح کئے آریوں کی دولت پر قبضہ کیا مگر اسے اسی وقت بانٹ دیا۔ اس کی دیانتداری اور خلوص نیت کا اس سے بہتر ثبوت اور کیا ہوگا اس کا جب انتقال ہوا تو خزانے سے صرف ۴۷ درہم اور ایک دینار برآمد ہوا حتیٰ کہ اسے کفن بھی قرض لے کر پہنایا۔

بچوں کا صفحہ

سلطان صلاح الدین ایوبی

عالم اسلام کا عظیم مجاہد جس کے قدموں پر دولت کے انبار لگ گئے مگر اس کا ترکہ صرف ۴۷ درہم پر مشتمل تھا۔

ضمیر احمد صاحب، بورسٹل جیل بہاولپور

تکریت، موصل اور بغداد کے درمیان دریائے دجلہ کے کنارے ایک تاریخی شہر اور چھاؤنی کا نام تھا۔ شاذی نامی ایک شخص اس علاقے کا حاکم تھا مگر اس کے بعد اس کے بیٹے نجم الدین سے ایک سیاسی غلطی ہو گئی جس کی پاداش میں اسے وہاں سے نکلنا پڑا۔ دفعتاً کی جلاوطنی اہلِ حرم کے لئے اور بھی تکلیف دہ تھی۔ نجم الدین کی اہلیہ شام ہی سے دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ اور اسے اسی حالت میں شہر سے نکلنا تھا۔ نصف شب کے قریب اس نے ایک بچے کو جنم دیا بدنصیب ماں کا جو حال تھا سو تھا مگر شجاع سپاہی نجم الدین ایوب بھی آنسو ضبط نہ کر سکا۔ اور اس وقت تکریت سے نکل کھڑا ہوا۔ اس تا[illegible] رات کو اس بد نصیب خاندان کو ا[illegible] قبل کا پتہ تھا نہ زندگی کا بھروسہ! [illegible]ھ کی اسی رات کو نجم الدین کے گھر جو بچہ پیدا ہوا اس کا نام صلاح الدین یوسف رکھا گیا۔ قدرت نے ایسے وقت پیدا ہونے والے صلاح الدین کے مقدر میں لکھ دیا تھا کہ اپنے خاندان ہی تک نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی قسمت بدل دے یہ فرزند جلیل صلاح الدین ایوبی کے نام سے مشہور ہوا۔

نجم الدین ایوب تکریت سے جلاوطن [illegible] نکلا تو موصل میں عماد الدین زنگی [illegible] پاس پہنچا۔ عماد الدین زنگی نے اسے [illegible]یک شہر بعلبک کا حاکم مقرر کر دیا —— صلاح الدین کی پرورش یہاں ہی ہوئی جب صلاح الدین کی عمر ۹ برس کی تھی تو عماد الدین زنگی کے مرنے کے بعد اس کی سلطنت اس کے بیٹوں میں تقسیم ہو گئی اور پھر نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی نے ملک کو جو چار چاند لگائے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

۵۵۰ھ میں صلاح الدین ایوبی نے دمشق فتح کیا۔ جبکہ اس کی عمر ۱۸ سال تھی۔ ۵۵۸ھ میں صلاح الدین ایوبی نے مصریوں کے خلاف لڑ کر خوب نام پیدا کیا اور پھر مصر کی دوسری اور تیسری مہموں پر بھی سلطان نے وہ جنگی کارنامے دکھائے جن کو دیکھ کر اس کا چچا نہ صرف خوش ہی ہوا بلکہ حیران رہ گیا۔ مصر کی تیسری مہم میں شیرکوہ نے جو کہ سلطان کا چچا تھا مصر فتح کیا۔ اور دو ماہ حکومت کرنے کے بعد ۵۶۴ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ اور سلطان کو حکمران بنایا گیا۔ اس موقعہ پر بہت سے لوگوں نے صلاح الدین کے تقرر پر سخت مخالفت کی مگر مسلوب الاختیار خلیفہ العاضد نے کسی کی ایک نہ سُنی۔ اور صلاح الدین کو شیرکوہ کا جانشین مقرر کر دیا۔

صلاح الدین ایوبی نے درویش منش مجاہد نور الدین زنگی کی صحبت میں جو کچھ سبق سیکھے تھے۔ مصر کی حکومت سنبھالتے ہی ان پر عمل پیرا ہوا اس نے امراء اور عوام، علماء و فقہا اور اہل اللہ پر خزانوں کے منہ کھول دئے اور ہر وہ ٹیکس یکقلم منسوخ کر دیا جس کا شریعت میں کوئی جواز نہ تھا۔ اس طرح اس نے خواص اور عوام کے دل جیت لئے۔ جب ۵۶۹ھ میں دمیاط پر عیسائیوں نے فوج کشی کی۔ تو اس نے ان کو زبردست شکست دے کر یورپ تک مسلمانوں کی دھاک بٹھائی ——

صلاح الدین ایوبی نے رفتہ رفتہ تمام خودسر سلاطین کو شکست دے کر نور الدین زنگی کی جگہ حاصل کر لی۔ صلاح الدین ایوبی نے اگرچہ مسلسل مہموں سے عیسائیوں کو شام اور مصر سے نکال دیا تھا۔ مگر فلسطین اور خاص طور پر بیت المقدس میں ابھی ان کی بالادستی قائم تھی لیکن صلاح الدین نے اس کو بھی ختم کرنے کا عزم کر لیا۔

ایک دفعہ کرک کے عیسائی بادشاہ رینالڈ نے حاجیوں کے ایک قافلہ کو لوٹ لیا تھا اور انہیں چن چن کر قتل کرتے ہوئے (ظالم بدبخت) پکارتا تھا۔ تمہارے محمد (صلی ا[للہ] علیہ وسلم) کہاں ہیں انہیں پکارو کہ تمہاری مدد کو آئیں۔ جب سلطان کو معلوم ہوا تو اس نے اس کو سزا دینے کی ٹھان لی۔ رینالڈ نے کئی دفعہ راہِ فرار اختیار کر کے اپنی جان بچائی۔

ایک دفعہ سلطان صلاح الدین ایوبی بیمار ہو جاتا ہے اور تمام عزیز و اقارب اس کی زندگی سے مایوس ہو کر وارث کے لئے وصیت کرنے کو کہتے ہیں مگر وہ خدا کے حضور میں اپنے ہاتھ اٹھا کر شفا کی دعا مانگتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ اس دن کے بعد کسی مسلمان سے نہیں لڑے گا۔ اپنی تمام قوتیں فرنگیوں کے مقابلہ میں صرف کر دے گا۔ بیت المقدس فتح کرے گا۔ اپنے اموال و ذخائر جہاد کے لئے وقف کر دے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے رینالڈ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کر لی اور صلاح الدین نے اپنے تمام عہد پورے کئے۔ بیت المقدس فتح کیا۔ رینالڈ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ کئی اور معرکے سر کرنے کے بعد صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کا رخ کیا۔ اور اس کو عیسائیوں سے پاک کیا اس کا بدلہ لینے کے لئے تمام یورپ کے عیسائیوں نے متحد ہو کر صلاح الدین سے ایک جنگ لڑی جس میں رچرڈ بھی شامل تھا۔ عیسائیوں کو رچرڈ پر بڑا ناز تھا۔ آخر اس نے بھی دل شکستہ ہو کر کئی دفعہ صلح کی درخواست کی۔ ایک دفعہ عیسائیوں کی تین لاکھ فوج اور مسلمان مجاہدوں کے درمیان بڑے گھمسان کا رَن پڑا۔ مسلمانوں نے جو کہ شوقِ شہادت میں مست تھے ان کو عبرتناک شکست دی اس کا بدلہ رچرڈ نے یوں لیا کہ عکا کے تین ہزار مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ صلاح الدین نے ان کا پیچھا کیا۔ ایک دفعہ تو رچرڈ نے اپنی بہن اور بھتیجی کا رشتہ صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کو پیش کیا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

۱۷ر ستمبر ۱۹۶۵ء

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ ۲ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۶۴ء

مولانا ظفر علی خان

خدا کو نور کے تڑکے پکار لے مسلم
نکل کے گھر سے رہِ کوئے یار لے مسلم

نماز فرض ہے اس فرض سے نہ غافل ہو
بڑا یہ قرض ہے اس کو اتار لے مسلم

ہے چند روزہ تری عمر اسے غنیمت جان
خدا کی یاد میں اس کو گذار لے مسلم

پکارتا ہے مؤذن کہ میٹھی نیند سے جاگ
اور اُٹھ کے عاقبت اپنی سنوار لے مسلم

صلہ نماز کا تجھ کو خدا سے لینا ہے
تُو بے حساب لے بے شمار لے مسلم

درود بھیج رسولِ خدا پہ رہ رہ کر
خدا کا نام لے اور بار بار لے مسلم

زمانے نے تری عزت پہ ہاتھ ڈالا ہے
بحال کر کے یہ عزتِ قرار لے مسلم

نماز پڑھ کہ ملے تجھ کو سلطنت کی عروس
عراق و ہند و حجاز و تتار لے مسلم

جسے خود اپنی ہی غفلت سے کھو چکا ہے تُو
پھر اپنے ہاتھ میں وہ اختیار لے مسلم

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا